قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ

پندرہ روزہ

سوادِ اعظم

لاہور

ادارۂ نعیمیہ رضویہ سوادِ اعظم مدینہ کالونی سوادِ اعظم سٹریٹ ۵ والٹن لاہور

آل انڈیا سُنّی کانفرنس سے آل پاکستان سُنّی کانفرنس تک

تاریخ کے آئینہ میں

سوادِ اعظم والٹن لاہور کا

پندرہ روزہ

سُنّی کانفرنس نمبر

قیمت اڑھائی روپے

خصوصی ایڈیشن

جلد ۲۲ یکم اکتوبر ۱۹۷۰ء تا ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۰ء نمبر ۱۹-۲۰

مدیرِ اعلیٰ۔ غلام قطب الدین نعیمی ناظمِ اعلیٰ تنظیم علماء غوثیہ پاکستان۔ سالانہ پندرہ روپے

ذخیرہ
لاہور پاکستان

چند جھلکیاں

★ جب آل انڈیا سُنّی کانفرنس اپنی تاریخ بنا رہی تھی
★ آل پاکستان سُنّی کانفرنس تاریخ کے آئینہ میں۔
★ پاکستان میں جمعیۃ العلماء پاکستان کا قیام۔ کیوں اور کیسے
★ قیامِ پاکستان میں اہل سنت و جماعت کا کردار
★ محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کا بنارس میں دیا ہوا خطبہ صدارت
★ 〃 اجمیر شریف میں دیا ہوا خطبہ صدارت
★ محدث علی پوری پیر جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ کا مراد آباد میں دیا ہوا خطبہ صدارت
★ پیپلز پارٹی کی ستیہ گرہ کی تحریک
★ آل انڈیا سنی کانفرنس کے قرطاس پر کیفیت پرستی کی تولیف (ایک دستاویز)
★ کانگریسی علماء پاکستان میں گاندھی کے نقش قدم پر
★ علمائے اہلسنت میدان کربلا۔

اور بہت سے موضوعات۔

ایک دستاویزی نمبر

شائع کردہ از مطبوعات

ادارہ نعیمیہ رضویہ سوادِ اعظم مدینہ کالونی والٹن لاہور

مطبوعہ:۔ تعلیمی پرنٹنگ پریس فیروز پور روڈ بیرون اکبری گیٹ میں چھپا۔

ایڈیٹر کا صفحہ

رویت ہلال کمیٹی پر لے دے

عید کے چاند پر اس مرتبہ باوجود احتیاط کے پھر شور مچ گیا اور دو عیدیں ملک میں ہو گئیں۔ یا اللہ یہ دو عیدیں متعصبانہ طور پر منائی گئیں۔ جس کا کوئی جواز نہ تھا۔

جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین علامہ سید محمود احمد رضوی جو کہ جمعیت علمائے پاکستان سے منسلک ہیں۔ اور سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے مایۂ ناز ہستی بھی ہیں۔

چونکہ جمعیت علمائے پاکستان قومی اتحاد کو خیر باد کہہ چکی ہے اس لئے مفتی محمود کب گوارا کریں گے کہ کوئی ان کا مخالف رویت ہلال کمیٹی کا چیئرمین بنے لہٰذا مخالفت برائے مخالفت کے جذبہ کے تحت مفتی محمود صاحب نے یہ مطالبہ داغ ڈالا۔ کہ چونکہ رویت ہلال کمیٹی چاند کے بارے میں صحیح فیصلہ نہ کر سکی۔ اس لئے توڑ دیا جائے۔

سوال یہ ہے کہ صوبہ سرحد میں جو ہر سال ایک دن پہلے چاند ہو جاتا ہے۔ دیگر مقامات پر کیوں نہیں دکھائی دیتا۔ اب کی مرتبہ رمضان المبارک کا چاند کیا کوئی گڑبڑ ہو سکی اور بالاتفاق یکم رمضان المبارک پیر ۷ اگست کو ہوا۔ اور حساب سے بروز اتوار ۳ ستمبر کو ۲۸ رمضان المبارک پڑتا ہے کیا کوئی شرعی دلیل ایسی ہے جس سے ۲۸ رمضان المبارک کو روزہ ختم کر دیا گیا ہو۔ اگر یہ کہا جائے ہو سکتا ہے ان کا پہلا روزہ اتوار ۵ اگست کو چاند دیکھ کر رکھ لیا گیا ہو۔ اس صورت میں یہ ذمہ داری صوبہ سرحد پر عائد ہوتی۔ کہ وہاں کی ہلال کمیٹی اور صوبائی حکام نے کیوں نہ مرکزی ہلال کمیٹی کو شہادتیں فراہم کیں۔ صوبہ سرحد والے صوبہ سرحد میں صرف اب کی مرتبہ ہی نہیں بلکہ اس سے قبل بھی ایک دن پہلے روزہ اور ایک دن پہلے عید الفطر کر لیا کرتے تھے۔ جبکہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین مولانا احتشام الحق تھانوی ہوا کرتے تھے۔ ان کے وقت کیوں نہ کسی نے مطالبہ کیا تھا۔ کہ مرکزی ہلال کمیٹی کو توڑ دیا جائے۔ اس وقت کونسی مصلحت مانع تھی۔ یہی تاکہ سکہ رائج الوقت ان کا پسندیدہ اور ہم مشرب تھا؟

خدارا دین کو بازیچۂ اطفال نہ بنائیے آپس کے اختلافات کو دینی مسئلہ بنا کر نہ کھڑا کیجئے۔ قوم کو اس وقت اتحاد و اتفاق کی سخت ضرورت ہے ایسے ماحول میں چیئرمین رویت ہلال کمیٹی کو سبکدوش کرنے اور ہلال کمیٹی کے توڑ دینے سے حالات اور سنگین ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ؎

دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

مفتی محمد حسین النعیمی کے خلاف قرارداد

دیوبندی مکتب فکر کی ایک نام نہاد انجمن نے ایک قرارداد مذمت نوائے وقت میں چھپوائی ہے۔ جس میں یہ کہا گیا تھا۔ کہ مفتی محمد حسین نعیمی نے کہا ہے کہ قرآن کو چھ حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

مذکورہ نام نہاد انجمن نے قوم میں انتشار پھیلانے کی کوشش کی ہے تقریر کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی جو ایک تعصبانہ انداز ہے۔

اگلا شمارہ ، البرکات نمبر ہوگا

فقہی مسائل

آپ کے سوال ہمارا جواب

اس عنوان کے تحت مولانا غلام قطب الدین نعیمی مدیر اعلیٰ سوادِ اعظم و ناظم اعلیٰ دار العلوم نعیمیہ رضویہ سوادِ اعظم والٹن لاہور آپ کے ارسال کردہ مسائل خواہ وہ سیاسی، فقہی، ثقافتی، اعتقادی ہوں۔ اُن کے جواب دیا کرتے ہیں۔ آپ بھی کوئی سوالات بھیج سکتے ہیں۔ علیحدہ جواب منگوانے کے لئے (۲۰ پیسے کا) ڈاک ٹکٹ ہمراہ ارسال کیا کریں۔ (ادارہ)

سوال: یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ مرد اپنی بیوی کے جنازے کو کاندھا نہیں دے سکتا کیا یہ صحیح ہے

جواب۔ شریعت مطہرہ کی رو سے اپنی بیوی کے جنازے کو کاندھا دے سکتا ہے۔

سوال۔ میت کو غسل دینے کے بعد نہلانے والا پھر خود بھی غسل کرے۔

یا

میت کے جنازے کو کاندھا دیکر غسل یا وضو کرنا ضروری ہے؟

جواب۔ مستحب یہ ہے کہ میت کو غسل دے کر خود بھی غسل کرلے۔ ہاں البتہ جنازے کو کاندھا دیکر نہ غسل ہے اور نہ وضو۔

سوال۔ اگر بچہ مردہ ہی پیدا ہو تو کیا اس کو غسل اور نماز جنازہ پڑھی جائے۔

جواب۔ نماز جنازہ مرے پیدا بچہ کی ضروری نہیں البتہ غسل ضروری ہے۔

سوال۔ بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی کے اندر نماز ہوتی ہے جبکہ تم کہتے ہو مسجد میں جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔

جواب۔ وہاں شافعی مسلک کے پیرو ہیں ان کے نزدیک جائز ہے لیکن ہمارے نزدیک اس لئے ناجائز ہے کہ ہم امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں امام اعظم کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

سوال۔ گیارہویں۔ چہلم۔ تیجہ عرس کا شرعی ثبوت کیا ہے۔

جواب۔ مطلقاً ایصال ثواب کا ثبوت کتاب و سنت سے ثابت ہے مذکورہ تقریبات کا مقصد ایصال ثواب ہوتا ہے۔ محض امتیاز کی وجہ سے یہ نام رکھے گئے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو پتہ لگ جائے کہ یہ تقریب کس سلسلے میں ہے۔ نام رکھنا کوئی معیوب بات نہیں ایام حج قربانی یوم جشن قرآن رمضان بلکہ ہر ماہ کے اسلامی نام اس بات کا ثبوت ہیں۔ کہ تقریبات کی امتیاز کے لیے نام رکھ لینا کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں ہے۔

موت اور حیات بعد الموت کے بارے میں چند سوالات

سوال۔ کیا مردہ اپنے نہلانے والے، قبر کھودنے والے تجہیز و تکفین کرنے والے کو پہچانتا ہے۔

جواب۔ جی ہاں اچھی طرح پہچانتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔ کہ میت جانتی ہے کہ اسے کون غسل دیتا کون کفن اور کون قبر کے اندر اتارتا ہے۔ (طبرانی مسند احمد وغیرہ) (نزہۃ) مسلم میں ہے کہ میت اگر نیک (ہو تو) [illegible] کر جنازہ لے جانے والوں سے

کہتی ہے۔ کہ جلدی یارسے پاس لے چلو۔ اور اگر کسی بدمذہب کی ہے تو کہتی ہے کہ مجھے تم کہاں لے چلے ہو ہائے بدقسمتی۔

سوال۔ کیا موت کے بعد روح میت کے قریب رہتی ہے۔ تیز ہر آنے جانے والے کو دیکھتی ہے۔ اور کیا دنیا میں گھومنے پھرنے یا عزیز و اقارب سے ملنے کی اجازت ہے۔

قبر پہ باپ بیٹا ماں بہن اولاد کو جلنے سے صاحب قرآن کو پہچانتا اور جواب دیتا ہے۔

جواب۔ امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف شرح الصدور میں لکھتے ہیں۔ کہ میت کی روح فرشتے کے قبضے میں رہتی ہے اور وہ ہر غسل کرانے والے تجہیز و تکفین میں شرکت کرنے والوں کو دیکھتی اور پہچانتی ہے۔

البتہ نیک بندہ (اولیاء اللہ) کی روح آزاد ہوتی ہے۔ تو جسم لطیف عنایت کر دیا جاتا ہے جس کے ساتھ وہ جہاں چاہے گھوم پھر سکتی ہے تصرفات کر سکتی ہے۔ خدا کے ولی کی روح قبر پر ہر آنے جانے والے کو دیکھتی اور اس کی فریاد سنتی ہے اور عطائے الٰہی سے مدد کرتی ہے تصرفات کر سکتی ہے سلام و فریاد کا جواب بھی دیتی ہے۔

سوال۔ کیا یہ نذر و نیاز۔ کھانا کپڑے فروٹ اور مردے کی طرف سے کسی صدقہ جاریہ کے کام میں رقم لگائی جائے۔ ایصال ثواب۔ قرآن خوانی۔ محفل میلاد النبیؐ کا ثواب میت کو پہنچتے ہیں۔ یا نہیں۔

جواب۔ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے اولیاء اللہ کی روح کو خدا نے مقید نہیں رکھا بلکہ وہ آزاد جہاں چاہیں آجا سکتی ہیں۔ اسی طرح ان کو جو بھی کچھ نذرانہ پیش کیا جائے گا وہ ضرور ان کو ملے گا خواہ طعام کی صورت میں یا پارچات کی صورت میں ہو۔ یا قرآن کی تلاوت، نماز، روزہ و دعا تسبیح اور درود شریف کی کثرت بہر صورت خدا کے ولی کو اس کا ثواب پہنچتا ہے۔

سوال۔ ایک شخص اپنی زندگی میں اپنے لئے ایصال ثواب اس لئے کرتا ہے۔ اس کی تجہیز کام آئے۔ اپنا نتیجہ چہلم عرس وغیرہ یہ تمام تقریبات اپنی زندگی میں کر جاتا ہے کہ شاید اس کے مرنے کے بعد کسی کو توفیق ہو یا نہیں کیا یہ جائز ہے۔

جواب۔ جی ہاں یہ جائز بلکہ مستحب ہے ہر قسم کا ایصال ثواب اپنی حیات میں کر سکتا ہے مرنے کے بعد ہر نیکی و ثواب مل جاتا ہے۔

شفا بخش مفید کتابیں

پھلوں اور سبزیوں سے علاج قیمت ۲ روپے کتاب تشخیص و علاج بلڈ پریشر قیمت ۸ کتاب تشخیص و علاج ذیابیطس قیمت ۲ روپے کتاب تشخیص و علاج امراض جگر و معدہ قیمت ۸ امراض المستورات امراض زنانہ کا علاج امراض الاطفال جملہ امراض بچگان کا علاج قیمت ۸ تحقیقاتی جڑی بوٹی و سنگ دوں گلستان المفردات جملہ مفردات جڑی بوٹیوں کی تحقیقات قیمت ۲ روپے کی تیاری و فوائد ۴ روپے گلستان المرکبات جملہ مرکبات کی تیاری و فوائد قیمت ۴ روپے۔

حکیم محمد عبد اللہ آرلیو ویدک فارمیسی پاپڑ منڈی لاہور

آل انڈیا سنی کانفرنس کے اولین قائدین

ناظم اعلیٰ حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی

علم السیاست وہ کٹھن منزل ہے جس میں موجودہ دور کے اچھے اچھے ذی علم اس سے نابلد ہیں۔ اور یہ قدرت حق کی خاص نعمت ہے۔ جس کو بھی سیاست میں صحیح انداز فکر مرحمت فرمادے۔ حضرت مولانا نعیم الدین قدس سرہٗ اسی میدان سیاست کے نہ صرف شہسوار تھے۔ بلکہ عملی دنیا میں اس کو ثابت کرکے دکھا دیا۔ بڑی بڑی تیز و تند آندھیاں چلیں بڑے بڑے کوہ علم علماء اس آندھی سے محفوظ نہ رہے اور تنکوں کی طرح ادھر سے ادھر پہلو بدلتے رہے آج جس کو سیاست دانی کا دعویٰ ہے وہ اپنی سابقہ زندگی کے ادوار کا آئینہ دیکھیں۔ کہ میدان سیاست میں کیسی کیسی قلابازیاں کھا چکے ہیں۔ اور آج بھی اُن کے جو نظریات ہیں وہ اقتدار کی آندھیوں سے ڈگمگا رہے ہیں۔ کل جس نظریہ پر کسی غرض خاص سے قائم تھے۔ بیک جنبش قلم اس کے برعکس ہیں۔ اور آج جس کے برعکس ہیں ضروری نہیں کہ وہ مضبوط اور مستحکم نظریہ ہو۔ سیاست ایک بساط شطرنج ہے کہ اس کے مہرے اور پیادے جب تک صحیح رفتار پر نہ جائیں اور مستحکم نظریات کا مظاہرہ نہ کھینچیں، مقصد میں کامیاب نہ ہوں گے ہیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے ؎

حریفاں بادہا خوردند و رفتند ٭ تہی خمخانہا کردند و رفتند

آج دنیا میں نہ مبصرین سیاست ہیں نہ مفکرین حکومت۔ ہر ایک اپنی اپنی کرسی کا خواہشمند ہے۔ ان کی بلا سے قوم ڈوبے یا ترے۔ ملک رہے یا نہ رہے نظام بگڑے یا سنورے اللہ تعالیٰ ہمارے ان رہبروں کی اصلاح فرمائے۔ جو آنکھ پر پٹی باندھے محمد غزنوی کے بہاؤ میں بہے چلے جا رہے ہیں۔

صدر امیر ملت پیر جماعت علی شاہ قدس سرہٗ

میرے مخدوم حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء کی ہستی ایک کوہ گراں تھی۔ کہ ان کی اقتداء میں ہزار ہا علماء کا تو رواں کوہ گراں بن گئے۔ جنہوں نے گاندھی جی کو مذکر کہا۔ "منذر" مانا۔ جو کانگریس کی آندھیوں میں ہندو تنظیم کی پُر خار وادیوں میں گمراہ ہو چکے تھے۔ ان کو حکمت عملی سے راہ راست پر لایا گیا۔ جو غیر ہو چکے تھے۔ انہیں اپنا بنایا جو دشمن بن گئے تھے۔ انہیں اپنا بنایا جو دشمن بن گئے تھے۔ انہیں اپنا کیا۔ آہ! آج وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ مگر اُن کے فیض روحانی سے ہم آج بھی مایوس نہیں۔

مختصر یہ کہ حضرت صدر الافاضل کی سیاست دانی اور کیا سیاست دینی۔ دونوں بے مثل تھیں آپ نے ہر سیاسی مسئلہ کو کتاب و سنت کی روشنی میں جانچا اور پرکھا۔ دین سے خارج کسی نظریہ کو نہ اپنایا اور اسی اصول پر آخر عمر تک قائم رہے اور اہل سنت میں سے کوئی بھی اُن کے نظریہ کے خلاف نہ ہو سکا۔ عناد حسد، خود غرضی، خود فہمی سے جو مخالف ہوئے بھی تو نہیں آخر کار حضرت کے نظریہ کی ہمنوائی کرنی پڑی۔ پھر وہ دن آیا کہ اسٹیجوں پر مخالف موافقت میں بولے اور حضرت قدس سرہٗ کی تائید میں صدائیں بلند کیں۔ دکھتی تو یہی ابتدائی حدود تک بظاہر خلاف نظر آتے اور بعید معلوم ہوتے تھے۔ کیا آپ نے مآل پر جو نظریہ قائم کیا ہے وہ کبھی غلط ہو سکتا ہے۔ لیکن زمانے نے دیکھ لیا۔ کہ جو کہا اور جو بتایا وہ سچ کر دکھایا۔

ملک میں بڑی بڑی تحریکیں اُٹھیں اور آپ ہر اُس تحریک سے مجتنب رہے۔ جس کا انجام بے دینی اور قوم کی تباہی تھا۔ آخر دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ اس مردِ عظیم کے نظریات اٹل سچے۔ اور آج اُس کی مخالفت کرنے والے کفِ افسوس مل رہے ہیں۔ چنانچہ پہلی جنگِ عظیم کے دوران میں خلافت کمیٹی کا دور دورہ تھا۔ بڑے بڑے فاضل اس کی ظاہری صورت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ لیکن آپ نے شروع سے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا، کہ یہ تحریک ایک صورت فریب اور دھوکہ سے زیادہ نہیں ہے نتیجہ میں ہندو غالب آجائیں گے۔ اور یہ سب کچھ مسلمانوں کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ زمانہ نے دیکھ لیا۔ کہ خلافت کمیٹی کا کام، گاندھی پرستی اور کانگریس نوازی سے آگے نہ بڑھ سکا۔ ملک وملت کا بے شمار سرمایہ تو لیڈروں کی شکم پری کے کام آیا، یا ن کانگریس کے استحکام میں صرف ہوا اس کے بعد پھر کانگریس کا دور دورہ ہوا۔ ملک میں وہ عنصر جو "جدید مکتب فکر" کا بانی مبانی تھا جیسے گلے پھاڑ پھاڑ کر مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہا تھا۔ وہی بالآخر مشرکوں کا بدلہ خوار ہوا۔ جبّہ و دستار کو گاندھی و نہرو پر نچھاور کرنا فخر سمجھا۔ اور آج بھی اس جدید نظریہ کے مرکزی مقامات کے اکثر متعلقین ان کی حمایت کو فخر سمجھ رہے ہیں۔

حضرت قدس سرہٗ نے اس نکتہ کو سمجھا اور غیر مبہم الفاظ میں کانگریس میں شرکت اور اس کی تائید کو خلاف تعلیمات اسلام بتایا۔ مگر بخاری و دیوبند کا کھل کر کانگریس کے حامی ہو گئے۔

ہندوؤں نے جب یہ دیکھا۔ کہ ان کی گود میں ایسے لوگ آگئے ہیں کہ ان کی مرضی اصلاح دے کر جو چاہے کرایا جا سکتا ہے۔ تو انہوں نے یہ چال چلی کہ اپنی مذہبی تبلیغ کو تیز کر کے مسلمانوں کو مرتد کیا جائے یا ان کا قتل عام کیا جائے۔

چنانچہ شدھی تحریک جو ۲۴-۱۹۲۵ء میں چلی۔ اس کا پس منظر یہی امر تھا۔ آپ نے اس فتنہ ارتداد کا پامردی سے مقابلہ کیا۔ جماعت رضائے مصطفےٰ قائم کی گئی۔ اور اسی جماعت کے ذریعے آپ اور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب۔ مولانا سید غلام قطب الدین صاحب برہمچاری حضرت امیر ملت قبلہ عالی محدث علی پوری، تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی قدس سرہٗ حضرت مولانا ابوالحسنات صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا نثار احمد صاحب کانپوری۔ حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی مبلغ اسلام رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر اعاظم علماء اہلسنت کی معیت میں آگرہ، متھرا۔ بھرت پور۔ گوڑ گانواں۔ گوبند گڑھ۔ جالی، جے پور اور کشن گڑھ وغیرہ تک مسلسل دورے کئے اور مبلغین بھیجے۔ چنانچہ موضع چھپیرہ میں مولانا سید غلام قطب الدین صاحب برہمچاری، مولانا قاضی احسان الحق صاحب نعیمی اور حضرت علامہ مولانا ابوالحسنات صاحب قادری، شردھانند کے مقابلہ میں عین رمضان شریف کی تاریکیوں میں روزہ کے ساتھ پہنچے۔ اور فتنۂ ارتداد پر فتحیاب ہو کر وہاں ایک چھوٹا سا مدرسہ قائم کیا۔ جس میں ملکانہ ٹھاکروں کی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ اس تبلیغی جدوجہد کے سلسلہ میں آگرہ ایک مدت مدید تک جلوہ افروز رہے۔ اور حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ نے اپنا ہیڈ کوارٹر آگرہ کو بنایا۔ آخر کار الحق یعلو ولا یُعلیٰ کی جلوہ گری ہوئی اور شردھانند کا شر مٹا اور ہزارہا مرتد داخل اسلام ہوئے۔ اور لاکھوں مسلمانوں کو آریوں کے چنگل سے بچایا۔ حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ کا یہ کارنامہ تفصیل کا محتاج ہے۔ یہاں صرف مختصراً بجا عرض کیا گیا ہے۔

اس کے بعد ہندوؤں نے ایک اور منصوبہ بنایا۔ گورو گوکل کی تحریک چلائی۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ ایسے گئو شالے۔ کالج یونیورسٹی قائم کیے جائیں۔ جس میں نو عمروں کو داخل کر کے ان کو باقاعدہ ٹریننگ دیکر اُن میں مسلمانوں کے خلاف غیظ و غضب اور نفرت و حقارت کا جذبہ اُبھارا جائے۔ اس پر آپ نے یہ نظریہ قائم کیا۔ کہ گو بظاہر یہ تعلیم کا ادارہ ہے۔ لیکن نتیجہ میں اب سے بیس پچیس سال بعد ایسے لوگ تیار ہو جائیں گے جو خون کی ہولی کھیلیں گے اور اُس وقت اس فتنہ کا مقابلہ آسان نہ ہوگا۔ چنانچہ آپ نے ملک کے ہر ایک سنی عالم کو جھنجھوڑا اور ان کو ان خطرات سے آگاہ و باخبر کیا۔ اور فرمایا اگر تم اب بھی ہوش میں نہ آئے اور اپنی تنظیم نہ کی اور سلک میں منسلک نہ ہوئے تو پھر جو انجام ہونا ہے اُس کے لیے تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے ملک کے تمام اعاظم اور اکابر اہلسنت علماء و مشائخ کو مراد آباد میں مدعو کیا۔ ملک کے کونے کونے سے کھینچ کر سب جمع ہوئے، چار روز غور و فکر کیا گیا۔ بالآخر آل انڈیا سنی کانفرنس کی داغ بیل ڈالی گئی جس کے ناظم اعلیٰ آپ اور صدر امیر ملت قبلہ عالم پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہٗ باتفاق رائے منتخب ہوئے۔ آپ نے ملک کے گوشہ گوشہ میں سُنی کانفرنسیں قائم کیں۔ اور سنی مسلمانوں کو متحد کرنے کی جد و جہد شروع کر دی۔

آل انڈیا سُنی کانفرنس کا قرطاس رکنیت پرسُنی کی تعریف

سُنی وہ ہے جو مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کا مصداق ہو یہ وہ لوگ ہیں جو ائمہ دین، خلفاء راشدین مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علماء دین سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت ملک العلماء مولانا بحرالعلوم فرنگی محلی حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری۔ اور حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہم المولیٰ تعالیٰ کے مسلک پر ہو۔

مسٹر جناح کی کانگریس سے علیحدگی

۱۹۲۸ء میں کانگریس کی ایک میٹنگ لکھنؤ میں ہوئی جس میں مسٹر محمد علی جناح بھی مسلم لیگ کی طرف سے شریک ہوئے اُس وقت کسی بات پر نہرو نے کہا ہمیں مسلمانوں کی برابری کی ضرورت نہیں۔ ان کو ہم اپنے ماتحت رکھیں گے۔ چونکہ نہرو کو بھروسہ تھا۔ کہ ان کے ساتھ ایسے لوگ ہیں جن کو تھوڑا سا ٹکڑا ڈال کر سب کچھ کرایا جا سکتا ہے۔ اور ان کے جبہ و دستار کو خریدا جا سکتا ہے وہ محمد علی جناح کی کیا پرواہ کرتے۔ مگر محمد علی جناح یہ کہہ کر اُٹھ کھڑے ہوئے کہ۔

"ہم باعزت مساویانہ شرکت کر سکتے ہیں
ذلیل و ماتحت ہو کر نہیں رہ سکتے۔"

جب آل انڈیا سُنی کانفرنس اپنی تاریخ بنا رہی تھی

۱۹۴۰ء میں لاہور میں مسلم لیگ کا اجلاس ہوا جس میں قائد اعظم محمد علی جناح اور دیگر زعمائے مسلم لیگ نے مسلم اکثریت کے صوبوں کی علیحدہ مرکزی حکومت کی قرارداد پاس کی تو اب وہ مسلمان جن کو علماء اہل سنت نے کانگریس اور اُس کے بنڈلہ خوار نیشنلسٹ کے پنجہ سے محفوظ رکھا تھا۔ مسلم لیگ کا ہاتھ مضبوط کرنے میں مصروف ہو گئے۔

تحریک پاکستان اور تنظیم سُنی کانفرنس کے سلسلہ میں چند خطوط

پہلا خط :۔ حضرت مولانا محترم الکریم الاکرم السلام علیکم

ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حج و زیارت کی نعمتیں مبارک۔ تشریف آوری کی اطلاع کا منتظر ہی رہا۔ وقت پر خبر نہ ہو سکی اب بھی دل آپ کے دیدار کا متقاضی ہے سردی زیادہ ہے۔ تنفس کا مرض ہے۔ جس وقت بھی افاقہ ہوا اور موقع ملا۔ آپ کے دید و برکات سے لطف اندوز ہونے کا قصد رکھتا ہوں۔ ملک بھر میں سنی کانفرنسیں قائم ہو گئیں اور ہو رہی ہیں۔ پنجاب سنی کانفرنس آپ کے درود مسعود کے لیے چشم براہ تھی۔ دنیا میں تمام جماعتیں بیدار ہیں، کیا سنیوں ہی کی قسمت میں خواب غفلت ہے امید یہ تھی۔ کہ آپ حضرات کے اثر و اقتدار سے پنجاب کی سنی کانفرنس تمام صوبوں پر فائق ہوگی مگر ابھی تک جمود ہی نظر آ رہا ہے۔

براہ کرم چشم عنایت کو کام فرمایئے اور مستعد ہو کر وقت اس دینی اہم خدمت کی نذر کیجیے۔

مولانا ابوالبرکات مولوی سید احمد صاحب سے سلام مسنون کے بعد یہی مضمون عرض کر دیجیے والسلام

سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

دوسرا خط: عزیز محترم سلمہٗ۔ دعوات صالحات و سلام مسنون کے بعد مکشوف ہو۔ آپ کا خط مسرت بخش ملا۔ ماشاء اللہ آپ کا جذبہ معلوم ہو کر نہایت خوشی ہوئی آپ نے جمہوریت پنجاب قائم فرمائی، جزاکم المولیٰ تعالےٰ! آپ نے جو خط چھاپا ہے اس دو سو چار سو جس قدر کاپیاں آپ عنایت کر سکیں فوراً بھیج دیجیے۔ علیمان صاحب اجمیر شریف کی تشریف آوری کا اندراج سہواً ہو گیا۔ اس کی اصلاح درکار ہے استفسارات کے جواب ذیل میں ملاحظہ کیجیے۔

(۱) آل انڈیا سنی کانفرنس کا نام "جمہوریت اسلامیہ مرکزیہ" ہے۔ یہ دو ایوانوں پر مشتمل ہوگی، ایک ایوان عام۔ ایک ایوان علماء۔ ایوان علماء کا نام "جمہوریت عالیہ" ہے۔ آپ دستور اساسی طبع کرانے کے مجاز ہیں۔ اگر چھپوائیں تو ۲ ہزار یہاں کے لیے بھی چھپوا لیں، مصارف ادا کر دیئے جائیں گے۔

(۲) دستور پر نظر ثانی کر کے بعد اصلاح ارسال کیا جاتا ہے۔

۳۔ روداد ابھی طبع نہیں ہوئی۔ مرتب کی جا رہی ہے۔

۴۔ خطبہ استقبالیہ طبع ہو رہا ہے۔ صوبائی جمعیتیں اس کی جس قدر کاپیاں چاہیں گی مناسب قیمت پر دی جائیں گی۔

۵۔ پاکستان کی تجویز سے "جمہوریت اسلامیہ" کو کسی طرح دست بردار ہونا منظور نہیں۔ خود جناح اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں وزارتی مشن کی تجویز سے ہمارا مدعا حاصل نہیں ہوتا۔

۶۔ روزانہ اخبار کی ضرورت ہے۔ ابھی اس کے لیے کوئی باہمت طیار نہیں ہوا۔

عزیزی مولانا سید احمد صاحب سلمہٗ سے سلام مسنون فرمائیں والسلام۔ سید محمد نعیم الدین عفی عنہٗ

تیسرا خط: عزیز القدر سلمہٗ! وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہٗ! آپ کا گرامی نامہ ملا۔ پاکستان کو شرعی پابندیوں کے ساتھ وجود میں لانا کسی طرح قابل اعتراض نہیں ہو سکتا۔

صوبائی سنی کانفرنس جلد قائم ہونی چاہیئے، تاکہ اس کے ماتحت اضلاع کی اور ان کے ماتحت منقسمات کی جمعیتیں قائم ہو سکیں۔ اور اس نظام کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے مؤثر مساعی عمل لائی جا سکیں۔

الیکشن کے موقع پر کانگریس کے حق میں رائے دینے سے مسلمانوں کو روکنا بالکل بجا ہے اور اس میں کچھ بھی تامل نہیں مگر اس سے آگے قدم بڑھانے کی اجازت

ہیں آپ کو نہیں دیتا۔ اور آگے بڑھنے میں ہمارے اپنے مفاد غلطی پذیر ہوتے ہیں۔ جوش میں اپنے آپ کو قابو میں رکھنا مردانگی ہے۔

مولوی ... صاحب کے جگر کو مولیٰ تجنہ نعمت عطا فرمائے میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں۔ براہ کرم مجھے اس کی صحت سے مطلع فرمائیے۔ مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ لیگ کانگریس سے بدتر ہے، غلط بھی ہے اور بہت خطرناک بھی۔ اگر یہ کہئے کانگریسیوں کے ہاتھ میں پہنچ جائیں تو وہ مسلمانوں کو آزار پہنچانے میں ان سے بڑھ [illegible] کر سکتے ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ حضرت کریم برحق مولوی صاحب موصوف کی ذہنیت درست فرما دے۔ نہ وہ کسی کی سنتے ہیں نہ کسی سے دریافت کرتے ہیں۔ اپنی رائے کو علاوہ جانے کیا سمجھتے ہیں۔ مولیٰ سبحانہ حق کی ہدایت فرمائے ہمیں بھی اور انہیں بھی اور سب مسلمان مذہب کو آمین والسلام۔

دستخط سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

چوتھا خط۔ [illegible] کا سلسلہ [illegible] آخر میں سلام [illegible] فوری طور پر ایک اطلاع دیدی گئی تھی جس میں [illegible] کا علاج مقصود تھا۔ اس کی مکمل تجویز طلب شدہ آپ کے پاس عظیمہ صدارت کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ آپ کے خیال میں جو راہ اختیار کی وہ اس ماحول پر نظر کرتے ہوئے کچھ بعید نہیں ہے جس میں ابھی تک آپ ہیں اور رائے جیسی بھی ہو اس کا اظہار میرے نزدیک پسندیدہ ہے۔ سنی کانفرنس کا [illegible] کی تعداد کم ہو رہی ہے تو ضرور متاثر ہوگی ہے۔ [illegible] آپ کی رسید میری [illegible] کی اتنی بڑی تعداد میں کوئی بھی [illegible] نہیں ہے [illegible] بھی ہیں انگریزی کا [illegible] ہیں

وکلاء بھی ہیں۔ اگر سب طبقے ناکارہ ہیں صرف تابعی آدمی لیجیے قابل ہیں جو سیاست کی شاہراہ پر چل سکیں تب تو مسلمانوں کو صبر کرکے بیٹھ جانا چاہئے۔ میرے نزدیک تو اللہ کے فضل سے مسلمانوں میں بہت سے کام کے لوگ ہیں۔ جو اس کام کو خوبی سے کر سکتے ہیں اور ان میں سے خود آپ بھی ہیں۔ اس وقت جو کونسلیں حکمرانی کر رہی ہیں ان کے ارکان پر نظر ڈالئے، کیسے کیسے بے علم ہیں۔ اور آپ کے علاوہ میں بھی اللہ کے فضل سے ہر قابلیت کے لوگ موجود ہیں یہاں تو مدعا کچھ اور تھا۔ بہرحال آپ یہ غور کر لیجیے جو مضمون خط میں لکھا ہے اگر آپ کی رائے میں مناسب ہو تو تار کے ذریعہ سے بھیج دیجئے۔ اور آپ کی ملاقات [illegible] فائدہ بخش اور ضروری ہے اور اس کی بہتر تدبیر یہ ہے کہ ۲-۳-۴ شعبان ۶۵ھ کو جامعہ نعیمیہ کے سالانہ جلسے ہیں۔ اور اس کے ساتھ سنی کانفرنس کے اجلاس بھی ہیں۔ حضرت محدث صاحب بھی تشریف فرما ہوں گے [illegible] بھی ہونگے۔ آپ دونوں بھائی بھی تشریف لائیں تو بہت اچھا موقع گفتگو کا ملے گا۔ سفر خرچ تشریف آوری پر حاضر کیا جائے گا۔

آپ کے استفسارات کے جوابات اور آپ کے جوانمردانہ عمل پر مسرت کا اظہار میں آپ کا پہلا خط پاکر لکھ چکا ہوں۔ تعجب ہے کہ آپ کو موصول نہیں ہوا۔

دستور اساسی جمعیۃ کی نقل اطاعت سے خدمت [illegible] ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں سے کچھ کم نہیں کیا گیا ہے۔ والسلام

دستخط سید محمد نعیم الدین عفی عنہ

بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس

۱۹۴۶ء [illegible] ۲۷-۲۸-۲۹-۳۰ اپریل کو بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے چار روزہ اجلاس منعقد

ہوئے۔ جس میں غیر منقسم ملک سے تقریباً پانچ ہزار علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی۔ اور عام اجلاس میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ حاضرین کا اجتماع ہوتا تھا۔ ملک کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا۔ جہاں کے علماء و مشائخ سمٹ کر وہاں نہ آگئے ہوں۔ ان اجلاس میں مسلمانوں کو پاکستان کے قیام کے مقصد و غایت سے روشناس کرایا گیا۔ عبارت کا خطبہ استقبالیہ جو کہ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عظیم شاہکار ہے جسے راقم الحروف نے ادارہ نعیمیہ رضویہ لاہور کے زیر اہتمام دوبارہ بطور پمفلٹ شائع کرایا ہے پڑھا گیا۔ باکثرت علماء و مشائخ منتخب [illegible] سے اجتماع میں منظور شدہ قرار دادیں تو اجتماع عام میں سنایا جاتا رہا۔ تمام اہل [illegible] کا اس پر اتفاق ہے کہ علماء و مشائخ [illegible] تنظیم اجتماع پاک و ہند میں کبھی چشم فلک نے نہ دیکھا تھا۔

حضرت قائد اعظم [illegible] کو بھی اجلاس میں شرکت کے لئے [illegible] مشرق کریس وغیرہ کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ لیکن [illegible] اخیر وقت [illegible] ملک میں گوناگوں مصروفیت کے باعث عدم شرکت کی معذرت کا تار بھیج دیا۔

اس عظیم الشان فقید المثال اجلاس میں حسب ذیل قرار دادیں باتفاق منظور کی گئیں۔

قرار داد برائے تحریک پاکستان

۱۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پر زور حمایت کرتا ہے۔ اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں۔ جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

۲۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے:۔

حضرت مولانا شاہ سید ابوالمحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب حضرت صدر الشریعہ مولانا مولوی محمد امجد علی صاحب حضرت مبلغ اعظم مولانا مولوی عبد العلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔ حضرت مولانا مولوی [illegible] علی خان صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف حضرت مولانا ابوالبرکات [illegible] صاحب [illegible] حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف حضرت پیر سید شاہ عبد الرحمن صاحب بھرچونڈی شریف (سندھ) حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب مانکی شریف۔ خان بہادر حاجی بخش مصطفیٰ علی صاحب (مدراس) حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب لاہور۔

۳۔ یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت و مصلحت اضافہ کرے یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام صوبجات کے نمائندے لئے جائیں۔

کانگریسی علماء کا کردار

تعمیر پاکستان کے دوران میں گاندھی کے اشارہ پر ان بڑے بڑے جبہ و دستار والے وہابی دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء نے ایک انوکھا اور عجیب نعرہ بلند کیا کہ ہندو مسلم دو قومیں نہیں ہیں۔ سب ایک بھارت کے پوت ہیں۔ اسے [illegible]

کا وطن عبارت ہے۔ لہٰذا مسلم ملت کے وجود کو علیحدہ
ثابت کر کے ملک کی تقسیم کرنا صحیح نہیں۔"

ڈاکٹر اقبال نے بستر مرگ پر ایک قطعہ میں کیا خوب
ان کی قلعی کھولی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ — ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است — چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست — اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

بالآخر سنی علماء کی مساعی و ہمدردی، اور مسلم لیگ کے
لیڈروں کی پامردی سے اسلام کے نام پر ملک تقسیم ہوا۔

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ

فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر آنا
علماء کی شان کے لائق نہ سمجھا۔ لیکن علماء نے مسلم
لیگ کے حریفوں کا سرگرمی کے ساتھ مقابلہ کیا اور
یہ مسلم لیگ پر کوئی احسان نہیں بلکہ ہمارا نقطۂ نظر
شروع سے ہی اسلامی تعلیمات کے ماتحت تھا اس
جماعت نے ہر دور میں کبھی غیر مسلموں پر اعتماد و بھروسہ
نہیں کیا۔ اب جو ایک قدم مسلم لیگ نے قرآن و
سنت اور اس کے اسلامی احکام کی تنفیذ و ترویج
کا اٹھایا۔ تو علماء نے اسلام کی سربلندی کے لئے مسلم
لیگ کے حریفوں کا مقابلہ کیا۔ اور ان تمام ذلہ خواروں
کو جنہوں نے [illegible] سلطنت مغلیہ کے دور میں انگریزوں
کی ہمنوائی میں [illegible]
"شمس العلماء" "خان بہادر" وغیرہ خطاب پائے،
جاگیریں لیں، اور وہی ہیں جو ہندوؤں کے ٹکڑوں پر پل
کر مسلمانوں کی پشت پر خنجر مارنے کا کام سرانجام دے
رہے ہیں۔ بے پردہ فاش کیا۔ لیکن افسوس ہنگامۂ دست و
خیز میں مسلم لیگ نے تنہا ملک کی تقسیم کا فرض بخوبی سرانجام
دیا۔ وہاں چند فاش غلطیاں بھی کیں جن کی بنا پر بقول

مولانا حسرت موہانی مرحوم "نگار پاکستان" بابت [illegible]

۱۔ پہلی غلطی یہ کہ دو صوبوں کے بُعد المشرقین
کے اتصال کے لئے بری (خشکی) راستہ [illegible]
میں شامل نہیں کیا۔ جب حضرت قدس سرہ اور [illegible]
کی طرف سے شدت کے ساتھ مطالبہ ہوا۔ تو آخر وقت
میں مسٹر جناح نے مطالبہ میں شامل کیا۔ مگر وہ بے وقت تھا۔

۲۔ دوسری غلطی یہ کہ مسلم اکثریت کے دو عظیم
صوبوں کی اندرونی تقسیم گوارا کرلی جس کی بنا پر ۱۹۴۷ء
کے ہوشربا قیامت خیز، قتل و غارت، عصمت دری
اور بے پناہ تبادلۂ آبادی کی نوبت آئی جس سے پاکستان
نہایت درجہ کمزور ہوگیا۔ اور اسی کی بدولت کشمیر کا مسئلہ
پیش آیا۔

۳۔ تیسری سب سے بڑی اور اہم غلطی یہ کہ آنکھ
بند کر کے ریڈکلف پر اعتماد کیا۔ اور یہ نہ سوچا کہ تاریخ
میں کبھی انگریز مسلمانوں کا بہی خواہ نہیں رہا۔ تو اب کیسے
رہے گا۔ وہ اصول و انصاف کو مدنظر رکھ کر خط تقسیم
کیسے کھینچے گا؟ اور اس میں کوئی [illegible] نہیں
چھوڑے گا۔ [illegible] مسلمان [illegible]
اس کا نتیجہ [illegible] مسلم اکثریت [illegible]
[illegible]
لطف یہ کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] نے کشمیر کو [illegible]
[illegible] بنا رہا ہے۔

۴۔ چوتھی غلطی یہ کہ مسلم لیگ نے قائد اعظم کو ملت
کا پہلا گورنر جنرل بنایا حالانکہ بہتر یہ تھا کہ قائد اعظم کو
کسی قانونی شکنجہ میں پھنسنے کی بجائے [illegible] کا

مختار عیر اردان کو لیڈر کی حیثیت سے رکھا جانا چاہئیے
اسی کا نتیجہ ہے کہ لیڈر شپ حکومت کی پابندی و
غلامی بن کے رہ گئی اور آگے کے عوام اور حکومت
میں کافی کشیدگی اصلحہ المشرفین ہوگئی۔ عوام بہت
جلد ایسی حکومت سے بیزار ہو گئے۔ جو لیڈری سے
سرہ ہی نہ رہے۔ یہ وہ حقائق ہیں جن سے تاریخ
کبھی انکار نہیں کر سکتی۔

قیام پاکستان کے بعد

حضرت صدر الافاضل قدس سرہ کا پاکستان میں ورود
۱۹۴۸ء میں حضرت صدر الافاضل قدس سرہ
بمعیت حضرت محدث اعظم ہند ابوالمحامد سید محمد صاحب
کچھوچھوی صدر آل انڈیا سنی کانفرنس حضرت تاج
العلماء مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی نائب ناظم اعلیٰ
آل انڈیا سنی کانفرنس اور یہ فقیر نعیمی غلام معین الدین
صدر آل انڈیا سنی کانفرنس قیام پاکستان کے بعد
سنی کانفرنس کی قرارداد کے بموجب دہلی سے بذریعہ
ہوائی جہاز مارچ کے مہینے لاہور مغربی پاکستان تشریف
لائے۔ یہاں اسلامی دستور پاکستان کے سلسلہ
میں علماء دین سے تبادلہ خیالات کیا۔ اس کے بعد
کراچی تشریف لے گئے۔ وہاں مقامی علماء و زعماء سے
اسی سلسلہ میں گفتگوئیں فرمائیں اور مرکزی وزراء سے
مقامی علماء نے اسلامی دستور کے سلسلہ میں متعدد
ملاقاتیں کیں۔ بالآخر یہ طے پایا کہ پاکستان کے
لئے اسلامی دستور کا خاکہ اسلامی اصول و ضوابط
کے تحت حضرت صدر الافاضل قدس سرہ مرتب
فرمائیں۔ تم اس کو پاکستان کی اسمبلی سے منظور
کرائیں گے۔
چنانچہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ نے اس کا

وعدہ فرمایا کہ میں مراد آباد واپس جا کر پاکستان کے
لئے اسلامی دستور مرتب کر کے بھیج دوں گا۔ اگرچہ شیت
ایزدی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ حضرت صدر الافاضل
قدس سرہ کراچی کے دوران قیام میں ہی سخت علیل ہو
گئے تھے۔ اپنا قیام مختصر کر کے لاہور واپس تشریف
لائے تقریباً ایک ہفتہ مدرسہ حزب الاحناف کے
دارالعلوم میں قیام فرما رہے۔ جب حالت زیادہ
خراب ہوگئی۔ اور رو بصحت ہونے کی صورت نظر نہ
آئی تو آپ نے مراد آباد واپسی کا ارادہ فرمایا اتفاق
سے ایک اسپیشل ہوائی جہاز دہلی جا رہا تھا۔ اس میں
نشستیں ریزرو کرائی گئیں۔ جب مراد آباد روانگی کا
وقت آیا تو علماء و زعماء کا ایک جم غفیر والٹن ہوائی اڈہ
پر رخصت کرنے آیا۔ حضرت قدس سرہ کی حالت کو
دیکھ کر تمام لوگ چشم پُرنم اور ہر ایک یہ خیال کرتا
تھا کہ اب یہ نورانی صورت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
ہم سے رخصت ہو رہی ہے۔
غرضیکہ حضرت صدر الافاضل قدس سرہ مراد آباد
پہنچے۔ نامساعد حالات کے باوجود پاکستان کے علماء
و زعماء سے کئے گئے وعدے "اسلامی دستور" کی تدوین
و ترتیب کے وعدے کے ایفاء کا عزم مصمم فرمایا۔ مختلف
ممالک سعودیہ اور ترکی کی خلافت عثمانیہ وغیرہ
کے قوانین کی کتابیں جمع فرمائیں۔

پاکستان کے لئے دستور اسلامی

پاکستان کے لئے "اسلامی دستور" کا خاکہ کے
لئے ذیل کے چند دفعات رقم فرمائے۔ جو کہ حضرت صدر
الافاضل قدس سرہ کے اپنے دست مبارک کے تحریر
کردہ ہیں۔ اور اصل تحریر میرے پاس محفوظ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ آلہ وصحبہ ومن اتبعہ ووالاہ

پاکستان

تعریف:- آل انڈیا سنی کانفرنس کی تصریحات کے مطابق پاکستان سے وہ آزاد اسلامی حکومت مراد ہے۔ جو ہندوستان کے اندر شریعت طاہرہ کے مطابق فقہی اصول پر قائم کی جائے گی۔

۱۔ اس حکومت کا فرمانروا، ایک سنی امیر ہوگا۔

۲۔ اس امیر کو مسلمانانِ اہل سنت کی اکثریت منتخب کرے گی۔

۳۔ وہ امیر، دیندار اور مدبر اہل اسلام کی ایک جماعت کو شوریٰ کے لئے منتخب کرے گا۔

۴۔ جماعت شوریٰ۔ امیر کے ماتحت ہوگی۔

۵۔ جماعت شوریٰ کی تجاویز امیر کی منظوری کے بعد مکمل سمجھی جائیں گی۔

۶۔ امیر، جماعت شوریٰ کے مشورہ سے ایک وزیر اعظم کا انتخاب کریگا۔

۷۔ یہ وزیر جملہ امور داخلہ و خارجہ کے نظم و نگرانی کا کفیل ہوگا۔

۸۔ وزیر اعظم محکمہ جات سلطنت کے لئے جدا جدا وزیر نامزد کر کے امیر سے منظوری حاصل کرے گا۔

۹۔ امیر کی منظوری کے بعد یہ وزراء اپنے اپنے محکمہ کا کام ہاتھ میں لیں گے۔ اور حسب ضرورت عہدہ دار اور محکمے مقرر کریں گے۔

۱۰۔ محصولات شرع کے مطابق فقہ کی رہنمائی سے مقرر کئے جائیں گے۔

۱۱۔ غیر مسلم رعایا کو معاہدہ بنایا جائے گا۔ اور انہیں امن دی جائے گی۔ اور ان کے جان و مال کی حفاظت حکومت کے ذمہ ہوگی۔"

حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ پاکستان کے لئے "اسلامی دستور" کے سلسلہ میں مذکورہ گیارہ دفعات ہی لکھنے پائے تھے۔ کہ علالت نے غلبہ کیا یہاں تک کہ ماہ ۹ اکتوبر ۱۹۴۸ء میں اس جہان فانی سے عالم بقا کی جانب رحلت فرما گئے۔ اور یہ دستوری خاکہ مرتب نہ فرما سکے۔

کاش کہ حضرت قدس سرہٗ اپنی حیات مبارکہ میں پاکستان کے لئے ایک اسلامی دستوری خاکہ مرتب فرما کر عنایت کر سکتے۔ تو تاریخ اسلام میں ایک عظیم دستاویز کا اضافہ ہوتا۔ اور اسلام لیوا حلقوں کے لئے ایک اہم اور بلا شک و ریب خالص اسلامی ضابطہ و قوانین کا تحفہ آجاتا، لیکن مشیت ایزدی میں کس کو یارا ہے۔

سنی کانفرنس اور جمعیۃ العلماء پاکستان

ملک کی تقسیم ہو جانے کے بعد دونوں ملکوں کی حکومتوں میں باہمی بداعتمادی کا ہونا چونکہ فطری امر تھا۔ اگر سنی کانفرنس کی تنظیم کو دونوں ملکوں میں اپنے اپنے حال پر قائم رکھا جاتا۔ تو تنظیم کے لئے کونا گوں خدشات تھے۔ اور یقیناً دونوں ملک تشویش کی نظر سے دیکھتے اس لئے پاکستان میں ملاوضحہ ۱۹۴۸ء کو مدرسہ انوار العلوم ملتان میں علماء اہل سنت کا ایک اجتماع منعقد ہوا۔ اور اس کا نام بدل کر "جمعیۃ العلماء پاکستان" رکھا گیا۔ اور علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب سابق صدر پنجاب سنی کانفرنس کو مرکزی [illegible] جمعیۃ العلماء پاکستان کا صدر مرکزی منتخب کیا گیا۔ اور حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید صاحب کاظمی کو ناظم اعلیٰ مرکزیہ جمعیۃ العلماء پاکستان نامزد کیا گیا۔ اس طرح پاکستان میں "سنی کانفرنس" کی تنظیم "جمعیۃ العلماء پاکستان" کے نام سے موسوم ہوگئی۔

نظامِ مصطفےٰ کے معاندین دو قومی نظریہ کے مخالفین کو سینے سے کبھی ہرگز نہیں لگایا جا سکتا

سنی کانفرنس مراد آباد میں دیا ہوا

خطبۂ صدارت

از تبرکات امیرِ ملت محدث علی پوری علیہ الرحمتہ

حضرات علمائے کرام و صوفیائے عظام! فقیر ایک ادنیٰ خادم صوفیائے کرام ہے۔ اپنی تمام عمر صوفیائے کرام اور علمائے عظام کی خدمت کرنے میں فقیر نے صرف کر دی۔ اور اس خدمت کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھا اور جو کام کیا خالصاً لوجہ اللہ کرتا رہا مخلوقِ خدا کی خدمت ان کو خدا کی مخلوق سمجھ کر محض خداوندِ عالم کی خوشنودی کے لئے کی کیونکہ

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست۔ بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

اراکین آل انڈیا سنی کانفرنس کا بھی فقیر تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ کہ انہوں نے اس فقیر کو اس منصب جلیلہ کے لئے منتخب فرمایا۔ کیونکہ حکم مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ آپ صاحبان نے جو اس فقیر کی عزت افزائی کی اور جو اہم خدمت اس فقیر کے سپرد کی اس عزت افزائی کے لئے فقیر آپ سب صاحبان کا تہ دل سے مشکور اور مرہونِ منت ہے۔ بے خوف کر کے مشرک اور کافر بنانے کے لئے سر تا پا کوشش کر رہے ہیں۔

اول تو ہر جگہ مسلمان ہندوؤں کے ہاتھوں پٹتے اور مقتول ہوتے ہیں۔ لیکن اگر کسی جگہ ہندو ظالم ہوتے ہوئے بھی مظلوم بن جاتے ہیں۔ اور تمام لیڈرانِ قوم ان سے مصالحت و مفاہمت کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ تو بھی وہ مسلمانوں کو بغیر پھانسی چڑھائے نہیں چھوڑتے اور مسلمانوں کی سادہ دلی دیکھئے کہ کٹھمل وغیرہ میں اہلِ ہنود نے جو مظالم بے کس اور مجبور مسلمانوں پر کئے بعد ہر کر بچوں کو زندہ جلا دیا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے خود مسلمانوں کو اپنی آنکھوں سے اس حال میں دیکھا اس پر چند اہلِ ہنود کو سزا ہوئی تو مسلمان لیڈر ہمارے مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ جلسے کر کے گورنمنٹ کو تار دیئے جائیں کہ وہ ہندوؤں کو رہا کر دے۔ سبحان اللہ۔

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

اس میں کوئی کلام نہیں کہ جو برداشت ہمارے مذہب میں ہے کسی اور مذہب میں نہیں ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ ہم کسی حالت میں بھی اپنے مذہب میں رخنہ اندازی برداشت نہیں کریں گے۔ ہم کسی شعائرِ اسلام کو ترک کرنے کے لئے کسی حال میں بھی تیار نہیں ہوں گے۔ وہ اتفاق وہ صلح جس سے ہمارا ایمان اور اسلام اور اعتقاد جاتا ہے ہم کسی طرح بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

افسوس! کہ مومن بھولا بھالا مومن ان عیار لیڈروں اور چالاکیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ تاریخ حال اصحاب پر روشن ہے کہ برصغیر میں اشاعتِ اسلام کو پاک نفوس کی بدولت ہوئی۔ سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت خواجہ مخدوم علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے۔ آپ سے پیشتر ان کے پیر بھائی حضرت سید حسن زنجانی لاہور میں رونق افروز تھے۔ ان کا بھی اہلِ ہنود نے سخت مقابلہ کیا ان کو تکلیفیں پہنچانے کی بہت کوششیں کی گئیں۔ مگر حضرت داتا صاحب کے باطن میں نورِ نبوت سے نورِ ولایت موجود تھا۔

اس نور کے سامنے کوئی استدراج کہاں کامیاب ہو سکتا تھا۔ خدائی نور نے تمام دنیاوی ساحرانہ چراغوں کو بجھا دیا اور حق باطل پر غالب آگیا۔ ازاں بعد حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ تشریف لائے اور پرتھی راج سے مقابلہ ہوا۔ حضور کے الفاظ مبارک کی خداوند عالم نے ایسی قدر کی جو آپ نے فرمایا تھا۔ وہی ہوا۔ آپ نے پرتھی راج کو کہا کہ "ماترا زندہ بہ مسلمانان سپردیم"۔ خدا کا کرنا ایسی سال ترائن کے مقام پر پرتھی راج زندہ قید ہو کر سلطان غوری کے ہاتھ آیا اور قتل ہوا۔

ان ارشادات سے پاک اور مقبولین بندے اہل اسلام میں اب بھی موجود ہیں اور وہ قسم کھا کر کسی کام کے لئے کہہ دیں گے تو انشاء اللہ العزیز خداوند کریم ویسا ہی کر دکھلائے۔

خاکہ از ان جہان بہ تجارت مگر ترجمہ دانی کہ درین گرد سواری باشد

تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق چاہنے والو!

قومی اتحاد:- محترم ناظرین کتاب ہذا! ہماری سینہ بسینہ انجمن جماعت و دینی مدار کی برادران ملت۔ آج کل تمام ہندو پاکستان میں ہر طرف ہر سمت ہر گوشے سے اتفاق باہمی اتحاد کی آواز آتی ہے ہم میں سے کوئی بھی اتفاق و اتحاد کے خلاف نہیں ہے۔ اسلام تو تمام انسانوں کو اتفاق و اتحاد کی دعوت دیتا ہے۔ کسی کی دل آزاری روا نہیں رکھتا۔ تواریخ عالم شاہد ہیں کہ مسلمان بادشاہوں نے کس دریا دلی اور عالی حوصلگی سے مخالفین و معاندین اسلام کے ساتھ سلوک کیا کسی عالی ہمتی سے ان کو مراعات دیں۔ کیوں نہ کرتے غیر مذہب والوں کو مجبور کر کے ان کو اسلام میں لانے کا حکم نہ تھا۔ لا اکراہ فی الدین ترجمہ: کوئی زبردستی نہیں دین میں۔

اب ان مدعیان دعا میان اسلام کا حال سنیے۔

جو در اصل تو خود ارکان اسلام اور سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ اور راہ راست سے منحرف ہو گئے ہیں۔ اور ان کو جادہ مستقیم اور دین قیم اور سنت مصطفوی پر قائم ہیں۔ ان کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔ افسوس! ایسا شور برپا کرنے والوں کا علم ہونا چاہیے کہ وہ یقیناً خود ہی ارکان اسلام سے نا واقف اور نا آشنا ہیں تو وہ خود بھی معذور ہیں۔ غلام سرکار مدینہ ہیں اور نہ وہ لوگ ہی غلامان حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کے لئے یہ لوگ شور برپا کر رہے ہیں۔ یہ سب تنازعہ بغض کی صفت سے بالکل مبرا ہیں۔

وہ ہم کو اتفاق کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ الٹا ہم پر نا اتفاقی کا الزام لگاتے ہیں۔ جو بالکل خلاف واقعہ ہے۔ ہم اہل سنت والجماعت کی آبادی تمام ممالک اسلامیہ میں زائد از چالیس کروڑ ہو گی اور ہندوستان میں قریب سات کروڑ کے مسلمان ہوں گے۔ جن میں بمشکل چند لاکھ دوسرے فرقوں کے ہوں گے۔ باقی زائد از ساڑھے چھ کروڑ اہل سنت والجماعت ہیں جو بالضرور اتفاق و اتحاد پر قائم ہیں۔

نہایت تعجب کی بات ہے کہ جو لوگ حضور سرور کائنات فخر موجودات روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمات کہیں۔ اور بزرگان دین کو برا بھلا کہیں ہم ان کی باتیں کیونکر سنیں۔ اور پھر ان سے کیونکر محبت و الفت کا سلسلہ قائم رکھیں، تو ہم سے بڑھ کر بے غیرت اور کون ہو سکتا ہے۔ "لا ایمان لمن لا غیرۃ لہ" (ترجمہ: جس کو غیرت نہیں اس میں ایمان نہیں)

ایمان والوں کے لئے تو حکم ہے کہ وہ ایمان والے تبھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں سے زیادہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز سمجھیں۔ (آیت شریف)

اَلنَّبِیُّ اَولیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ - ترجمہ: نبی
مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔ اور
حدیث: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ
مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ ترجمہ: تم میں سے کوئی
ایک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس
کی اولاد، والد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں
جب اصول ایمان یہ ہوا تو جو شخص نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی اہانت کرے بزرگان دین اور مشائخ کرام
علمائے عظام کی توہین کرے اس سے ہمارا کیا تعلق۔
مرزائی ہوں یا وہابی، چکڑالوی ہوں یا بابی وہ خود
ہم کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ اور الزام الٹا ہم پہ لگایا
جاتا ہے کہ ہم ان سے اتفاق کیوں نہیں کرتے۔ ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

کیا حدیث شریف میں نہیں ہے کہ جو اسلام میں
رخنہ اندازی کرنے والا ہو۔ تو جارحہ کرنے والا ہو جو اسلام
اور مسلمانوں کے حق میں بد گوئی کرنے والا ہو۔ ان سے علیحدگی
اختیار کر لو۔ کیا قرآن پاک کا حکم نہیں ہے۔ کہ جب
تم کسی سے ملو جو ہماری آیات کی نسبت بیہودہ گفتگو
کرتا ہو تو ان کی صحبت سے پرہیز کرو۔ فَلَا تَقْعُدْ
بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔
(ترجمہ: یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھ)
انہی لوگوں کی پہچان میں حدیث شریف شاہد ہے کہ قرآن
مجید ان کی گردن سے یعنی حلق سے نیچے نہیں ہوگا۔

ہم بالکل صاف دل سے اور علی الاعلان کہتے ہیں
اور ہر وقت کہتے ہیں کہ ہم کو کسی سے کوئی پرخاش نہیں یا
کوئی ذاتی غرض ناراضگی کی نہیں ہے ہم سے بھاگ جانے
والے ہم سے جدا ہو کے راہ ضلالت میں جا گرنے والے
گمراہی کے جادہ سے منہ موڑ کر اسی طرح ہو جائیں اگر آج بھی تو
ہم ہر وقت ان کے لئے تیار ہیں ان کی خدمت کے
لئے کمربستہ ہیں۔ ہمیں کوئی کینہ اور بغض ان سے نہیں ہوگا۔

کفر ست در طریقت ما کینہ داشتن۔ آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن
وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم۔ کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن

اتفاق و اتحاد کا راگ گانے والوں سے کہہ دینا چاہیئے
کہ کیا ان کو یاد نہیں ہے کہ حضرت سرور کون و مکاں محبوب جن و
انس و جان روحی فداہ نے فرمایا ہے۔ کہ میری امت کا اجتماع
کبھی غلطی پر نہ ہوگا۔" (حدیث شریف) لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ
عَلَی الضَّلَالَۃِ ۔ ترجمہ: میری امت گمراہی پر مجتمع نہیں
ہو سکتی۔ اب وہ ذرا چشم بصیرت سے بغور دیکھیں
اور سوچیں کہ امت کے سواد اعظم کا اجتماع کس طرف ہے
اور وہ کس طرف ہیں۔ یاد رکھیں کہ حضور نے یہ بھی فرمایا
ہے کہ جو شخص سواد اعظم کو چھوڑ دے گا وہ دوزخی
ہوگا۔ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ
فِی النَّارِ ۔ (ترجمہ) بڑی جماعت کی تابعداری کرو
پس جو شخص جماعت سے جدا ہوا۔ وہ دوزخ میں گیا۔

حضرات! فقیر نے اوپر بیان کیا ہے کہ آج کل
ہندو پاک میں حشرات الارض کی طرح نئے مذہب پیدا ہوئے
ہیں۔ فقیر کے دیکھتے دیکھتے ہندوستان میں وہابی، مرزائی
چکڑالوی، بابی، بہائی وغیرہ پیدا ہو گئے۔ چکڑالویوں
کی تعداد اس قدر قلیل ہے کہ ان کا شمار انگلیوں پر ہوتا ہے
چکڑالوی کسی سنت و حدیث حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم
کو نہیں مانتے۔ قرآن پاک کے معنے اور تفسیر اپنی مرضی
کے مطابق کرتے ہیں۔ آفاق کا [illegible] جانے دیں
کہ ان سے اتفاق و اتحاد کس طرح ہو سکتا ہے۔ نہ تو
وہ صحیح معنوں میں سرور دو عالم کے غلام ہیں۔ نہ ان سے
محبت اور تعلق رکھتے ہیں۔ اور نہ ان کے اعمال و
افعال مطابق سنت ہیں۔

تاریخ کو دیکھو۔ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ آج سے
ایک سو سال پہلے دنیا میں ایک فرد بھی وہابی نہ تھا اور

تمام ملکوں میں اہل سنت والجماعت تھے آج سے چالیس سال پیشتر ہندوستان میں کوئی مرزائی یا قادیانی نہ تھا۔ سب اہل سنت والجماعت تھے۔ آج سے بیس سال پیشتر تمام دنیا میں کوئی چکڑالوی نہ تھا۔ یہ تمام مذاہب فقیر کے دیکھتے دیکھتے ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ان کے جس قدر پیرو ہیں۔ ان کو فقیر تو کہتا ہے کہ رہزنی اور ڈاکہ زنی کے ذریعے ہماری جماعت سے جدا کئے گئے ہیں اور اب یہ سب ہم سے سخت اختلاف رکھتے ہیں اس لئے سوال یہ ہے کہ نااتفاقی اور مخالفت کرنے والے ہم اہل سنت والجماعت ہیں یا وہ جنہوں نے نئے نئے مذہب اختیار کئے۔ اور جادۂ مستقیم اور سنت نبوی سے پھسل گئے۔ ہم پر یہ الزام لگانا کہ ہم نااتفاقی پیدا کرتے ہیں محض تہمت اور بہتان عظیم ہے۔ ہم تو دل سے چاہتے ہیں اور شب و روز دعا مانگتے ہیں کہ جتنے کافر دنیا میں آباد ہیں سب خدا کرے مسلمان ہو جائیں۔ اور غلامی سرکار دو عالم حاصل کر کے ہر دو جہان میں سرخروئی حاصل کریں۔ تو ہم مسلمانوں کو کس طرح اپنے سے علیحدہ کر کے کافر بنانا چاہیں گے۔

آریہ سماجی اخبار ملاپ لاہور نے فقیر کی نسبت یہ لکھا تھا۔ کہ "اس کی سعی سے پچیس ہزار ہندوؤں نے اسلام قبول کیا" گو یہ تعداد غلط تھی۔ مگر فقیر خداوند کریم مجیب الدعوات کی بارگاہ قدس میں دعا کرتا ہوں کہ فقیر کے ہاتھ سے بجائے پچیس ہزار کے خدا کرے پچیس لاکھ ہندو مسلمان ہو جائیں!! ہمارے دشمن تو ہماری نسبت یہ رائے ظاہر کریں۔ اور ہمارے بھائی ہم پر یہ الزام لگائیں کہ ہم مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں۔ یہ ہم پر صریح بہتان ہے۔ بخدا ہم تو یہ چاہتے ہیں۔ کہ تمام کے تمام مرزائی، خارجی، وہابی، بہائی، چکڑالوی وغیرہ اپنے عقائد باطلہ سے تائب ہو کر صحیح عقائد کی جانب رجوع کر لیں اور اہل سنت والجماعت کا سواد اعظم بن جائیں۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا (ترجمہ۔ اللہ کی رسی مضبوط تھامے رہو۔ سب مل کر اور باہمی تفرقہ نہ کرو۔) ہم ان کو دل و جان سے اپنے ساتھ ملانے کو تیار ہیں۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔

کوئی شخص اس بات کا ثبوت نہیں دے سکتا کہ اہل سنت والجماعت میں سے کسی شخص نے بھی کسی کو یہ کہا ہو کہ وہ ہم سے نکل جائے۔ اس کے برعکس ان سب کو واپس لانے اور اپنے میں ضم کرنے کے لئے یہ آل انڈیا سنی کانفرنس قائم کی گئی ہے۔ تاکہ وہ سب اپنے عقائد باطلہ کو چھوڑ کر پھر ہمارے ساتھ مل جائیں۔

تاریخ عالم اور سیر کی کتابوں کا مطالعہ کرنے پر یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے۔ کہ اشاعت تبلیغ اسلام کا جس قدر کام کیا ہے۔ وہ سب اہل سنت والجماعت کے پاک اور مقبول بندگان خدا نے کیا ہے۔ جو کچھ ہوا ان کی سعی اور انہی کے یمن و برکت سے ہوا۔ جس طرف ان غلامان سرکار سرمدی نے رخ کیا فتح و نصرت نے ان کے قدم چومے اور کیوں ایسا نہ ہوتا وہ اپنی خواہشات کو اتباع سنت اور محبت رسول میں فنا کر چکے تھے۔ جو کام کرتے تھے۔ خالصتاً لوجہ اللہ کرتے تھے۔ نمود و نمائش ریا و آلائش کا شائبہ تک ان کے کاموں میں نہیں ہوتا تھا۔ ان کو خداوند کریم کی طرف سے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا خطاب حاصل تھا۔ مگر افسوس اب نہ وہ ایمان، ان کی سعی و ہمت ان کا استقلال و ان کا عزم و جزم ہم میں باقی نہ رہا۔

سبحان اللہ! مومن کی بڑی اونچی شان ہے۔ بڑا بلند پایہ ہے۔ مومن کسی سے مغلوب نہیں کسی سے نہیں ڈرتا ارشاد باری تعالیٰ شاہد ہے۔ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (ترجمہ)

اور سستی نہ کرو اور نہ غم کھاؤ اور تم غالب ہو اگر تم ایمان والے ہو) خداوند کریم کا وعدہ کسی طرح بھی غلط نہیں ہوسکتا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى (ترجمہ تو مت ڈر بے شک تو غالب ہے) جب مومن کی یہ شان ہے کہ سب سے بلند سب سے اعلیٰ ہے۔ کبھی ذلیل نہیں ہوسکتا۔ تو پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ ہماری موجودہ پست حالت کا سبب کیا ہے غور کیجیئے تو نظر آئے گا کہ

ہر چہ ہست از قامت ناساز و بے اندام ماست
ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست

ہماری ذلت و رسوائی کا کوئی تو سبب ضرور ہے

سوچیئے کہ ایسے پاک اور مقدس مواعید کے ہوتے ہوئے ہماری اس ذلت و نکبت کی کیا وجہ ہے ہمارے ادبار و افلاس کا کیا سبب ہے آخر اس مفلوک الحالی بے عزتی مصائب و آلام، رنج و بلا کی وجہ تو ضرور ہے، جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تھا تو اس وقت مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی حضور کے بعد صحابہ کرام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں بھی مسلمان باقی اقوام کے مقابلے میں بہت کم آبادی میں تھے یہ کیا وجہ تھی۔ کہ انہوں نے دنیا کو مسخر کیا۔ تمام عالم کو مسخر کیا۔ سلطنتوں کو تہ و بالا کر ڈالا بڑے بڑے گردن کشوں کو مطیع و فرمانبردار بنا لیا۔ بڑے بڑے باجبروت بادشاہ مسلمانوں کے نام سے کانپتے تھے۔ اور تمام عالم ان کے زیر فرمان تھا۔ ایک وہ وقت تھا کہ صرف ... اپنے قلیل التعداد غلاموں اور متبعان رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شجاعت و ایمان، تہور مردانگی سخاوت۔ دریا دلی۔ فیاضی۔ حریت، مساوات کا تمام عالم میں سکہ بٹھا دیا تھا۔ اور ایک آج کا وقت ہے

کہ باوجود دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں قریب چالیس کروڑ کے مسلمان موجود ہیں۔ مگر باوجود اس کثیر تعداد کے وہ ادبار و فلاکت اور ذلت و نکبت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی سلطنتیں غیر اقوام نے یکے بعد دیگرے برباد کر دیں۔ ان کے اموال و املاک کو تاراج کیا ان کے علم کی دولت ان سے چھین لی گئی۔ ان کی عزت جاتی رہی۔ تجارت ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اور وہ اقوام عالم میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔

ان تمام خرابیوں، بے عزتیوں ذلت و ادبار کی کچھ وجوہ ضرور ہیں۔ اسلام پاک اور مقدس اسلام اپنے اصولوں میں ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا۔ اس پر کاربند ہونے والے آج بھی ویسے ہی پُر جوش صاحب ایمان ہوسکتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں پھر ویسی ہی گرمی پیدا ہوسکتی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ آج کے مسلمانوں کے اعتقادات بھی صحیح ہیں کہ نہیں۔ کیا نور ایمان حقیقی ہمارے دلوں میں موجود ہے کیا ہم میں وہ محبت رسول اور اتباع سنت جو ہمیں فاتحانہ ... کے درجہ میں لاکر شانِ محبوبیت پر پہنچاتی ہے۔ پائی جاتی ہے۔

اور وہ سبب ایمان کی کمی ہے

حضرات! خداوند کریم جو دونوں جہان کا بادشاہ ہے کبھی اپنے محبوب کو ذلیل نہیں ہونے دیتا۔ اس لئے آؤ اس صحیح معیار پر اپنے اعتقادات اور اعمال اور محبت اور نور ایمان کو پرکھیں۔ اگر ہم میں وہی محبت ہو جو صحابہ کرام رضی تابعین یا مشائخ عظام اور صوفیائے کرام میں پائی جاتی تھی۔ تو ہم کو محبوبیت اور مومن کی شان۔ جو تمام عالم سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ نصیب ہوسکتی ہے اور اگر ہم میں نہ محبت رسول ہو۔ نہ اتباع سنت ہو۔ نہ ایمان صحیح ہوں نہ اعمال صالح ہوں نہ نسبت مشائخ حاصل ہو تو پھر ہم نہ

مومن ہیں نہ مسلم۔ بلکہ ہم صرف "بدنام کنندہ نکونامے چند" کے مصداق ہیں۔ اگر ہمارا ایمان صحیح نہیں اور ہم ارکان اسلام کی پابندی نہیں کرتے ذکر خدا کے نور سے دل کو گرم اور روشن نہیں کرتے۔ نماز جو معراج مومن ہے ادا نہیں کرتے شعائر اسلام کی پروا نہیں کرتے تو پھر جی عبادت سے چرانا اور جنت کی طلب! کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی طلب۔

یاد رکھو خداوند کریم کے وعدے کبھی غلط اور جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ ہم ہی ان وعدوں کے اہل نہیں ہیں۔

عام ہیں اس کے تو الطاف شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

دیکھو تو خداوند کریم قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ۝ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَىٰ ۝

ترجمہ۔ اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لئے تنگ زندگانی ہے۔ اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔ کہے گا اے رب میرے مجھے تو نے کیوں اندھا اٹھایا۔ میں تو آنکھوں والا تھا۔ فرمائے گا یوں ہی تیرے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں تو نے انہیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تیری کوئی خبر نہ لے گا۔

بھنگ، چنڈو، گانجا۔ افیون، مے نوشی وغیرہ سارے افعال بد فخر سے کئے جاتے تھے۔ تعلیم کی طرف سے بالکل بے پروائی۔ ارکان مذہب سے بالکل بے خبر۔ دنیاوی تعلیم میں ہمسایہ قوم سے بہت پیچھے تجارت میں کوئی حصہ ہی نہیں ملکی ملازمتوں میں بھی صفر۔ جائداد املاک غیروں کے قبضے میں غرضیکہ ہماری ذلت کی کوئی حد نہیں۔

ہماری بے کسی اور بے بسی کی بری حالت ہے نہ کوئی ہمارا مرکز کا انجمن ہے نہ کوئی تنظیم سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہم اپنی اندرونی اصلاح کریں۔ یعنی اول اپنی دینی اصلاح کریں۔ دنیاوی اصلاح اس کے ساتھ ہوتی جائے گی۔ ضروری ہے کہ ہر مسلمان اول اپنی دینی حالت کو درست کرے۔ یعنی اپنے دل میں اسلام کی صحیح محبت پیدا کرے اسلامی اصول وارکان کا پابند بنے شعائر اسلام کی دل سے عزت کرے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام بن جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے گذشتہ گناہوں سے تائب ہو کر حضور کے مقدس اسوۂ حسنہ کی پیروی اختیار کرے۔ اور اس نور یقین کی برکت حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دلوں کو منور کیا تھا۔ اور جو نور باطن آج بھی صوفیائے کرام کے سینوں میں آفتاب درخشندہ کی طرح موجود ہے۔

برادران! آپ کو معلوم ہے۔ کہ صرف دو مقدس صوفیائے کرام (خواجہ محمد یعقوب اور خواجہ محمد درشندی رحمۃ اللہ علیہما) کی دعا سے سارے ترک مسلمان ہو گئے تھے۔ وہی توجہ وہی نور، وہی دعا اب بھی اہل دل ارباب بصیرت کے سینوں میں موجود ہے۔ اگر موجودہ زمانہ کے زبوں حال مسلمان اپنے اعمال سیئہ سے تائب ہو کر صوفیائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ان سے نور ایمان و ایقان حاصل کریں۔ اور عقائد اہل سنت والجماعت کے مطابق اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں۔ تو پھر وہی کچھ بن سکتے ہیں جو قرون اولیٰ میں تھے۔

بشرطیکہ وہ نور ایمان و ایقان و محبت رسول

علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یاد رکھو کہ عطار کے پاس جاؤ گے۔ تو عطر کی خوشبو پاؤ گے۔ آہنگر کے پاس جاکے بیٹھو گے تو نہ صرف کپڑے جلا لو گے۔ بلکہ ایسا بھی ہوگا۔ کہ منہ بھی کالا ہو جائے گا۔ نور ایمان صرف صوفیائے کرام اور عاشقان و متبعان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے نصیب ہو سکتا ہے۔ محبت رسول اور معرفت خدا کے عطا کرنے والے یہی پاک وجود ہیں۔ دوسرے جو لوگ محبت سے ناآشنا ہیں جو محبوبیت کی شان اور خلق محمدی سے ناواقف ہیں۔ ان کے پاس بیٹھنے سے وہی آہنگر کی صحبت کا سا حال ہوگا۔ صوفیائے کرام صحیح آئینہ یا صحیح مظہر کمالات محمدی ہیں وہی فدائیان سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کا باطن نور محمدی سے منور ہوتا ہے اسی نور باطن سے وہ تمام عالم کو منور کرتے ہیں۔ مگر جو خود ہی نور کے حصول کی خواہش نہ کرے۔ اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ ان عاشقان محبوب رب العالمین کی غلامی اختیار کریں۔ اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر محبت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نور ایمان کے حصول کی سرگرم خواہش ظاہر کریں۔ تو پھر ان کے لئے دنیا و آخرت میں بہتری ہو سکتی ہے۔

تو ہمدم پروانہ تا سوختن آموزی
با سوختگاں بنشیں شاید کہ تو ہم سوزی

خود ارکان دین اور علم دین سے واقفیت حاصل کرو۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلاؤ۔ ان کو اصول و ارکان اسلام حفظ کراؤ ان کی پابندی کی ان میں نیکی عادت ڈالو۔ ان کو بدکار رذیل بروں اور غیروں کی صحبت سے بچاؤ۔ اپنے علمائے کرام کی عزت کرو۔ دنیا میں سوائے ہندوستان کے اور کوئی ایسا ملک نہیں۔ جہاں اپنے بزرگان دین کی توہین کی جاتی ہے۔ جو اپنے بزرگوں کی عزت نہیں کرتا۔ زمانہ اس کی عزت نہیں کرتا۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ علمائے اسلام کی جو تمہاری دینی اور دنیاوی بہتری کا راستہ بتاتے ہیں۔ اور جو پیغمبر علیہ السلام کے وارث ہیں ان کی عزت و تکریم کیا کرو۔ ان کے مراتب کا لحاظ رکھا کرو۔ خوب یاد رہے کہ تمہاری قومیت کی عزت انہی ہی کی عزت و تکریم پر منحصر ہے۔ اس لئے علمائے دین کی تعظیم و تکریم تمہارا اولین فریضہ ہے۔

دنیاوی تعلیم

"علم مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے" جہاں سے ملے اس کو حاصل کرنا اس پر فرض ہے۔ اس لئے دنیوی تعلیم حاصل کرنا اس پر فرض ہے۔ جو فی زمانہ مروج ہے۔ نہایت ضروری ہے تاکہ اہل اسلام غیر اقوام کے دوش بدوش شاہراہ ترقی پر چل سکیں۔

سنی بھائیوں میں اتحاد کی ضرورت

غریب اور نادار اہل سنت مسلمان بھائی کو اپنا بھائی سمجھو۔ اس کے ساتھ اخوت و محبت قائم کرو۔ اس کی عزت تمہاری عزت ہے۔ اگر تم اس کی عزت نہیں کرو گے تو اس کو کون اپنا بھائی اور محب سمجھے گا۔ خدا غور کرو۔ ممکن ہے تمہارے پاس دنیا کا زر و مال زیادہ ہو۔ مگر خدا ہی جانتا ہے ممکن ہے اس کے دل میں نور ایمان اور محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ ہو۔ اس صورت میں اس کا درجہ تم سے بہت بلند ہوا۔ آخر میں فقیر ایک بار پھر یہ بات دہراتا ہے کہ ایمان کی تکمیل جو نور الایمان کی تائید بغیر ناممکن ہے۔

بے عنایات حق و خاصان حق۔ گر ملک باشد سیہ باشد ورق

خطبۂ صدارت

جمہوریہ اسلامیہ

حضرت حامیٔ سنت ناصر شریعت سبحان ہند رأس المحدثین رئیس المتکلمین مولانا الحاج المفتی الشاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی صدر جماعت استقبالیہ جمہوریہ اسلامیہ دامت برکاتہم (رحمۃ اللہ علیہ) نے

آل انڈیا سنی کانفرنس

کے بے نظیر عدیم المثال تاریخی اجلاس بنارس منعقدہ ۲۴ تا ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء پانچ ہزار مشائخ و علمائے کرام اور تقریباً لاکھ سے زائد عام حاضرین کے عقیدت مند مجمع میں پڑھ کر سنایا اور جس کے لفظ لفظ اور فقرے فقرے پر مجمع جھوم جھوم گیا۔ فلک شگاف نعرہ ہائے تکبیر سے فضائے آسمانی گونج اٹھی اور بہت سے جملوں کے بار بار اعادہ و تکرار کی استدعائیں کی گئیں اکابر علماء نے اس خطبہ کو آل انڈیا سنی کانفرنس کا شاہکار قرار دیا۔ پاکستانی سنیوں کی بصیرت اور استفادہ کے لئے ادارہ سواد اعظم آل پاکستان سنی کانفرنس کے موقع پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد

مشائخ کرام، علمائے اعلام، محبان اسلام و برادران اہل سنت و جماعت! میں آپ کا ایک لمحہ بھی اس معذرت خواہانہ بحث میں ضائع نہ کروں گا کہ مجلس استقبالیہ کی صدارت کی خدمت کے لئے میرا انتخاب قابل شکر ہے یا لائق شکوہ ہے اس کو ناظرین ہی جانیں۔ میں تو آج اپنی قسمت پر نازاں ہوں کہ مقدس اجتماع میرے لئے بالکل ایسا ہے کہ ایک بیمار کو بے شمار معالجین مل گئے ہیں۔ ایک فریادی کو ہزاروں اصحاب عدل و داد میسر آگئے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ۲۰۔۲۱۔۲۲۔۲۳ شعبان ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۶۔۱۷۔۱۸۔۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء کی تاریخیں تھیں

مرادآباد میں جو صدر خصیصہ کا عظیم الشان میدان تھا۔ اور ملک و ملت کے حقیقی ہمدردوں کا مجمع تھا اور بحیثیت صدر مجلس استقبالیہ حضرت اعلیٰ شیخ الاسلام حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ کا تاریخی خطبہ استقبالیہ پڑھا جا رہا تھا جس کا لفظ لفظ آج بھی وہی معنویت اور وہی افادیت رکھتا ہے۔ جو اس وقت اس میں تھا۔ اور جس کی عملی پیشینگوئیوں کو ہماری بدقسمت آنکھوں نے دیکھا اور عالم ربانی و عارف باللہ کے نورِ فراست کو آخر دنیا کو مان لینا پڑا جسکو یاد کر کے ہمارے دل کی گہرائیوں سے بے ساختہ آہ نکلتی ہے کہ کاش ہم درمیانی مدت کو ضائع نہ کرتے اور کاش دشمنان نظام اسلام کو ہم اسی دن پہچان گئے

ہوتے تو آج ہم کتنے بلند مقام پر ہوتے ان درندگانِ زمانہ نے اسلام کی بھولی بھالی بھیڑوں کو جو شکار کر لیا ہے ہم اس عظیم مصیبت سے محفوظ رہتے۔ (آئیے ہم اور آپ سورۂ فاتحہ و اخلاص کا تحفہ روحِ حضرت حجۃ الاسلام کو ہدیہ کریں۔ اور اُن تمام اعیانِ اسلام کو ہدیہ کریں جن کو ہم اس تبصرہ میں گم کر چکے ہیں۔)

حضرات! زمانہ اب اس منزل سے دور نکل چکا ہے۔ کہ اظہار مدعا سے پہلے لمبی تمہید باندھی جائے اور منتشر تصورات کو ایک نقطہ پر جمع کرنے کے لئے خطابت کے جوہر دکھائے جائیں۔ اب تو یہی لیل و نہار کی گردش اور یہی رات دن کا چکر اور مدتوں سے مظلوم اور مقتولوں پر چمکنے والا آفتاب اور بنت نئی تاریکیوں اور ظلمتوں کا گواہ ماہتاب، مسلمانوں کی بے نظمی اور سنیوں کی بے کسی اور اعداء کی تیاریاں، دشمنوں کی چالاکیاں، تعدادی، غرور والوں کی نبرد آزمائیاں، سرمایہ داروں کی ستم آرائیاں اور سب سے بڑھ کر ضمیر فروشوں کی غداریاں، اور مسلم نماؤں کی اسلام دشمنیاں جن کو ہم آج ہر ہر منٹ دیکھ رہے ہیں۔ یہی ہمارے اظہار مدعا کی تمہید ہیں۔ اور اب اسلامی فریضہ اجازت نہیں دیتا کہ ایک منٹ کی تاخیر بھی گوارا کی جائے کہ الفاظ کی الجھنوں اور عبارت آرائی کے گورکھ دھندے میں پھنسا جائے۔

ہمارے مشائخ کرام! اور اے ہمارے علمائے اعلام نائبان خیر الانام! ہم نے آپ کو زحمت دی اور آپ نے ساحلی سے سفر کی دشواریوں کو برداشت فرمایا۔ اپنا قیمتی وقت عطا فرما کر ہمیں نوازا۔ آپ کی زیارت نے ہماری دلنوازی کی آپ کے دیدار نے ہمیں زندگی کی آس بخشی آپ کی کرم نوازیوں پر ہم نے اپنے رب کو سجدے کئے کہ اس نے ہم درد مندوں پر رحم فرمایا اور ہمارے سچے رہنماؤں اور دینی قائدوں کا سایہ کرم ہمارے سروں پر لاکر چھا دیا اب ہم اس عہد کے ساتھ۔ کہ ہم اپنے آپ کو اپنی جان کو اپنی اولاد کو اپنے مال کو، اپنی عزت کو آپ کے سپرد کر کے فریاد کرتے ہیں۔ کہ آپ کے معبودِ برحق کے پجاریوں، وہ معبود جس کو ہر ہر سانس میں آپ نے یاد رکھا اور جس سے ایک آن کی غفلت آپ نے گوارا نہ کی آپ کے رسول پاک کے نام لیواؤں، وہ رسول پاک جس کے ناموس و وقار کا پرچم آپ نقطوں میں اور جس کے شہود و ظہور کے جلوے آنکھوں میں اور جس کے دبدبے اور شوکت کے سکے دلوں میں آپ نے بٹھائے۔ اُس کے کلمہ پڑھنے والے بیولوں کو اعداء نے شکار بنا لیا ہے۔ رسول پاک کی بھولی بھیڑوں کی تاک میں لگ گئے ہیں۔ دولت پر ڈاکے، اقتدار پر بمباری، ایمان و اعتقاد پر دھاوا، عزت پر حملے، اُن کی تنظیم میں انتشار و تفریق کی سازشیں، ایک مسلم قوم پر ساری دنیا ظلم و تعدی کے لئے اتر آئی ہے اور ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا۔ کہ جلد سے جلد اپنے چارہ سازوں کی طرف دوڑیں اور ان کے دامنوں میں پناہ لیں۔ جن کو ہمارے مقدس اسلام نے ہمارے لئے پناہ گاہ بنایا ہے۔ ہمارے دعوت نامے بالکل صحیح طور پر آہِ مظلوماں کی شرح تھے ورنہ ہندوستان نے بلکہ ساری زمین نے کب دیکھا تھا۔ کہ دعوت دی گئی اور اس شرط سے کہ ہم آپ کو سوکھی روٹی بھی نہ دے سکیں گے۔ قیام گاہ درختوں کے سایہ کے سوا ہمارے پاس نہیں ہے۔ جس وقت محکمۂ راشن نے ہم کو راشن دینے سے انکار کر دیا۔ اور ہم کو اعلان کر دینا پڑا۔ کہ ہم ایک نوالہ بھی کھلا نہیں سکتے۔ آپ اپنا کھانا ساتھ لائیے۔ تو ہماری حالت عجیب تھی۔ آپ کی عظمت کا دربار ہمارے سامنے تھا۔ ہم اپنی بے بسی کی طرح شرمندہ سر نیچے کئے کھڑے تھے۔ اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ کہ ہم آپ کو

کیا مونھ دکھائیں گے۔ بنارس کا ایک ایک منٹ ایسا ہو گیا۔ کہ گویا جسم میں جان نہیں۔ ہماری استقبالیہ کا مائی کمانڈر مولوی سلیم اللہ صاحب صدر سنی کانفرنس چوک داسو بنارس خواجہ عبدالحمید صاحب ناظم اسٹیج، مسٹر لاڈلے صاحب ایڈیٹر لنکر۔ منظور احمد صاحب صدر سنی کانفرنس بھیلوپورہ وارڈ ہمارے ناظم قیام گاہ داروغہ سبحان علی صاحب ہمارے ناظم مطبخ شیخ عبدالعزیز صاحب وغیرہ ان میں سے ہر ایک کھانا پینا بھول گیا۔ اور ہم اپنی زندگی پر خود بخود شرمندہ تھے۔ کہ اچانک دلوں سے ہوک پر ہوک اٹھی اور بے ساختہ آہ کی طرح سر اٹھا زبانوں پر یا اللہ اور یا رسول اللہ آگیا آسمانی رحمتوں کو حسرت بھری نگاہیں تکنے لگیں۔ عالم تصور کعبہ لے گیا طیبہ لے گیا بغداد پہنچے۔ اجمیر گئے۔ سامنے آزمائش وابتلا کی زمین آ گئی۔ اور کرب وبلا کا خطہ آنکھوں کے سامنے سا گیا اور جیسے کسی نے کہہ دیا۔ کہ یہ تو میدان کربلا میں تیرہ سو برس سے زیادہ ہوئے طے ہو گیا۔ کہ دانہ پانی بند کر کے دنیا نے اہل حق کو اعلان حق سے روکنے میں کامیابی حاصل نہ کی حسین کی قربانیوں نے دل تھام لیا۔ کربلا کے بے آب ودانہ شہیدوں نے ثبات قلب عطا فرمایا اور ہماری عقیدت کی دنیا کا ذرہ ذرہ کہنے لگا۔ کہ حق پرست اور تقدس مآب ہماری بیکسی وناامیدی پر رحم فرمائیں گے اور ہماری آہ سے ضرور تڑپ گئے اور ہماری رہنمائی کے لئے ہمارے رہنما علامہ آجائیں گے۔ ہمارا یہ احساس جاں بخش ہوا۔ یقیناً یہ غیبی آواز تھی۔ چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ اور اے دنیا ہمیں دیکھنے والو! دیکھ لو۔ کہ آج ہمارے رہنما ہماری فریاد پر ہندوستان کے گوشے گوشے سے آگئے۔ اور علماء تشریف لے آئے۔ ہمارے اجلاس کے بے نظیر اجلاس ہونے کی وجہوں میں سے سب سے زیادہ عظیم وجہ یہ بھی ہے جس کو آج تک ہندوستان نے کبھی نہیں دیکھا۔ اور آئندہ ہمیشہ حیرت کرتا رہے گا۔

اے ہمارے بزرگو! ممکن ہے کہ آپ کو حیرت ہو۔ کیونکہ ہم سے ملک میں جا بجا کہا گیا کہ ہم نے فرباد سے نے بنارس کا انتخاب کیوں کیا۔ اور ہم نے ملک کے طوفانی دورے میں سب کو یہی جواب دیا کہ ہندوستان کا نقشہ دیکھئے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ بنارس ہندوستان کا سنٹر واقع ہوا ہے ہر طرف سے آنے والے مہمانوں کے لئے برابر کا فاصلہ پڑتا ہے۔ لیکن اب آپ بنارس آ چکے ہیں۔ اور جو ہم سے آنے والوں نے دیکھا کہ بنارس سے متصل وہ شہر جونپور ہے جو علاقہ مشرقیہ کا دارالسلطنت رہا ہے اسٹیشنوں کے اسلامی نام اکبر پور، شاہ گنج، ظفر آباد، جلال گنج، خانصپور وغیرہ راستہ میں پڑے ہوں گے۔ پورب سے آنیوالوں نے بنارس سے پہلے مغل سرائے پایا ہوگا۔ شمال سے آتے ہوئے تاجپور، یوسف پور، غازی پور، سید پور ملے ہوں گے دکن میں اللہ آباد مرزا پور سے گزرے ہوں گے بنارس کے حاشیہ پر مسلمانوں کی قائم کردہ آبادیاں بتاتی ہیں۔ کہ بنارس مسلمانان ہند کی نگاہوں میں ہمیشہ مرکز توجہ رہا ہے اور اس شہر پر کڑی نظر رکھنا ہمارے مورثوں کی وراثت ہے بنارس کے گھاٹ کی زینت وہ مسجد ہے جو حضرت عالمگیر کی بلند نظری کی گواہ ہے۔ اور وہ جامع مسجد ہے جس کی اینٹ اینٹ تاریخ کا عظیم الشان دفتر ہے دہلی کی طرح یہ بھی وہ شہر ہے جہاں اب تک خاندان مغلیہ کی نسل آباد ہے ہماری مجلس استقبالیہ کے نائب صدر مرزا جہانگیر بخت لال قلعہ دہلی کے حقدار وارث اسی بنارس میں رہتے ہیں۔ بنارس کا ایک محلہ بھی ایسا نہیں۔ جس میں گنج شہیداں نہ ہو۔ شہر سے جس طرف نکل جایئے کوئی نہ کوئی مسلم ہستی عارف باللہ آسودہ زمین ہے اور سارا حاشیہ اولیاء لگا ہے اور آپ جانتے ہیں۔ کہ حاشیہ متن کی اہمیت کو بڑھاتا ہے۔ اور اس کی گتھیوں کو سلجھاتا ہے

رہی آثار [illegible] جو اس شہر کی دینی، علمی اہمیت کی معتبر دستاویز ہیں۔ اور اسی روشن ماضی کے آثار سے یہ بھی ہے کہ یہ شہر بڑی نوعی اخلاص و اصلاح میں تقریباً ایک لاکھ مسلمان آباد ہیں جو عموماً تجارتی و صنعتی دنیا کے ماہر ہیں۔ اور ان میں اہل سنت و جماعت کی تعداد کی برتری بہ لحاظ تعداد نوے فی صدی ہے۔ دینی جذبہ کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس شہر کے مشہور بستہ گر یعنی ہماری مجلس استقبالیہ کے ناظم مالیات جناب امیر الدین صاحب اور نائب [illegible] جناب نذیر الدین صاحب جو آل انڈیا سنی کانفرنس کی روح رواں ہیں۔ وہ شہر کے دینی نیاز رکھتے ہیں۔ ایک ایک محلہ میں مشائخ کرام کی دو دو چار چار خانقاہیں ہیں سلاسل عالیہ قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ کا فیض عام ہر طرف جاری ہے۔ اسی شہر میں وہ خانقاہ اشرفی ہے جو علماء و مشائخ کی خدمت کرنے میں زبان زد ہے اور ہماری مجلس استقبالیہ کے ناظم رسل و رسائل اور ہمارے برادر طریقت شیخ عبد اللہ صاحب کنڈیکٹر ڈپو کا اسٹیشن بنارس کینٹ نے بازو کے ہمت پر جس کی [illegible] برداری ہے اس شہر میں عربی علوم کے لئے دو بڑے مدرسے ہیں ابتدائی دینی تعلیم کے لئے ایک درجن سے زیادہ مکاتب ہیں۔ مدرسہ حمیدیہ رضویہ و مدرسہ فاروقیہ [illegible] اہل سنت کی تعلیمی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ جن میں سے پہلا مدرسہ ہمارے محترم حاجی [illegible] اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے [illegible] حاجی جلال الدین صاحب اور ہماری مجلس استقبالیہ کے رکن اعظم جناب عبد القیوم صاحب صدر مدرسہ کی حوصلہ مندیوں اور دوسرا مدرسہ ہمارے سنی کانفرنس بنارس ملن لیدر ورکس کے ناظم حاجی عبد الغفور صاحب کی جانکاہیوں کا نمونہ حسنہ ہیں۔ سر آمد شعرائے اعلیٰ حضرت

اسکا پیار تھا میں آگے چپکے تو جانے کا نام نہ لیا، نہ جانے کس نے جانے پہ اصرار کیا، تو پھر کہہ پڑے کہ "از بنارس نروم" الخ۔ پچھلے عہد میں ابھی کتنے دن کی بات ہے۔ کہ حضرت مولانا شاہ عبد الحمید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بنارس آئے تو اپنے وطن پنجاب کو واپس نہ ہوئے۔ اور بنارس کو بنالیا۔ حضرت کی شہر میں بے شمار یادگاریں ہیں۔ جن میں قابل تذکرہ وہ خانقاہ حمیدیہ بھی ہے۔ جو تاج بابا محل کے اندر واقع ہے۔ اسی خاندان تاج کے چشم و چراغ ہماری مجلس استقبالیہ کے رکن اعظم حافظ محمد اسحاق صاحب ہیں۔ غرض بنارس کے ذرہ ذرہ میں اگر بدھ مت کی مفروضہ پرانی تاریخ ہے تو اسلام کی تہذیب کا دفتر بھی ہے اور ایسا تاریخی شہر ہے جس نے علم و عرفان، سیاست و اقتدار، ادب و تمدن میں قوم مسلم سے فیضیاب ہونے میں ہمیشہ امتیازی درجہ رکھا ہے۔

میرا وطن کچھوچھہ شریف بنارس کا مستقل دار الشفا ہے آسیب زدہ مجانین مساحیر ہی نہیں بلکہ سر میں درد ہوا۔ نزلہ تین دن سے زیادہ رہ گیا اور بنارسی کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد پہنچ گیا۔ آستانہ اشرفیہ کی خاک چاٹی اور تندرست ہوگیا۔ اسی کثرت آمد و رفت اور یہاں سلسلہ عالیہ اشرفیہ کی وسعت کا نتیجہ ہے۔ کہ میرے بنارسی بھائیوں نے مجھ کو بنارسی ہی قرار دیا۔ اور میں بحیثیت ایک بنارسی کے [illegible] استقبالیہ کی ترجمانی کر رہا ہوں۔ میں اس [illegible] اپنے بنارسی بھائیوں کے ہم وطن قرار دینے پر فخر کرتا ہوں۔ لیکن اس منصب کے قبول کرنے پر تو ڈر لگا ہوا ہے کہ میری کسی لغزش کی چشم پوشی اور میری کسی خطا پر پردہ داری کی گئی۔ تو میں میدان حشر میں دعویدار ہو لگا میرے بھائیوں نے مجھ کو یقین دلا دیا ہے کہ میرے قدم قدم میرے لفظ لفظ اور ہر سکون و حرکت پر ان کا مکمل کنٹرول رہے گا۔ وللہ الحمد

مشائخ عظام وعلمائے اعلام! ہم وہ دن دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارا ہر فرد مبلغ ہو ہماری پرانی تاریخ یہی تو تھی کہ بادشاہ مبلغ رعایا مبلغ علماء مبلغ عوام مبلغ، پیر مبلغ، مرید مبلغ، سوداگر مبلغ مزدور مبلغ مزدور مبلغ کوئی ہے جو رسول پاک کے دستِ پاک پر اسلام قبول کرکے مبلغ نہ بنا ہو۔ کوئی مثال ہے کہ صحابہ کرام سے دولت ایمان پانے والا مبلغ نہ ہوا ہو تبلیغ تو ایمان کا اصلی سرمایہ ہے تبلیغ تو اسلام کا دوسرا نام ہے۔ یہودیت میں سازش کے سوا کیا رکھا تھا۔ نصرانیت کا منتر [illegible] والا تھا ان کے سوا میدان میں کہنے کے قابل کب تھا۔ مشرکین کے اوہام وتخیلات میں تبلیغ کی روح کیسے آتی۔ سب کے سب اپنے دین کے نام کو اپنی پرائیویٹ جائیداد کی طرح چھپائے رکھتے تھے۔ کہ تبلیغ کا شہسوار اسلام میدان میں آگیا اور تبلیغ کے سورج کو چمکا دیا۔ صداقت کی روشنی کو پھیلا دیا۔ ہدایت کی دلوں میں تڑپ پیدا کردی۔ رشد وارشاد کا دروازہ کھول دیا جن وانس کو اپنے دائرہ میں لے لیا۔ اللہ تعالٰے نے اپنے رسول کو مامور فرمایا۔ کہ بلغ ما انزل الیک۔ رسول پاک نے اپنے وفاداروں کو حکم دیا بلغوا عنی ولو بکلمۃ۔

حضرات! دنیا میں ایک ذہنی انقلاب ہے اور قوموں کے کان ایسے پیغام کی تلاش میں ہیں۔ جو انسانیت کو انسانی شرف بخشے زمین کو گہوارہ امن وامان بنادے۔ جہاں روح برسر عمل ہو۔ اور نفس کا وجود وعدم برابر ہو۔ اور آپ حضرات جانتے ہیں۔ کہ یہی چیز ہے جس کا نام پاک اسلام ہے اسی تبلیغ کی ایک اہم اور مخصوص شاخ تعلیم مذہبی ہے تعلیم ہی سے قومی دماغ کی تعمیر کی جاتی ہے۔ تعلیم ہی سے صحیح نظریات اور درست فکر کی اہمیت ابھاری جاتی ہے۔ اور تعلیم ہی سے قوم کو اس کے اصلی سانچے میں ڈھالا جاتا ہے اس تعلیمی آوارگی کا خطرناک نتیجہ ہے کہ قرآن وحدیث کا پیارا پیارا نام لیکر آپ کو ایسے لوگ نظر آتے ہیں۔ جو خود مسخ ہوگئے ہیں۔ اور اسلام کو مسخ کرنے کا قصد کرلیا گذشتہ ایک صدی کے اندر جتنے فرقوں نے برطانوی سایہ میں جنم لیا وہ سب تعلیمی خامی کی ماتمی یادگار ہیں۔ عقل کی سلامتی صحیح تعلیم سے ملتی ہے۔ ورنہ عقل ایسی ماری جاتی ہے کہ آپ ان جنونی طبقہ سے آگاہ ہیں۔ جو پیغمبر اسلام کی توہین کو اسلام کی تعلیمات میں تلاش کرتا ہے ان جنون کی کوئی حد ہے۔ کہ شارع کی عظمت کو اس کی شرع سے گھٹانے کی کوشش کی جائے۔ سب کو تجربہ ہوچکا ہے کہ آوارہ تعلیم گاہوں کے طلباء نے قبلہ کی طرف سے کس طرح منہ پھیر کر اپنی توجہات قصد کو راشٹریہ کی طرف پھیر لیا [illegible] حسین نے مکہ چھوڑا۔ اور یہاں کان [illegible] سن لیں کہ صدر المدرسین نے مدینہ چھوڑا اور بالکل چھوڑا اور دشمنان دین سے رشتہ جوڑا۔ اب قرآن شریف اس لئے پڑھایا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں سے کوئی تعلق نہ رہے۔ حدیث شریف میں ان کو یہی نظر آتا ہے۔ کہ غیروں کے ہاتھ بکنا ہی اسلام ہے۔ ایسی غیر ذمہ دارانہ تعلیم سے جہالت ہزار درجہ بہتر ہے کیسی ناپاک تعلیم ہے جو پاکستان کے تصور سے لرز اٹھے اور پاکستان میں خلل کو اپنی زندگی محال نظر آئے اسلامی تلوار کی آزادی میں اپنی موت معلوم ہو۔ کیا سنیوں کی سنیت اور مسلمانوں کی اسلامی غیرت اس قومی ودینی جرم کو برداشت کرسکتی ہے۔ کہ ایسی درس گاہ کو مدد دے کہ اس کو زندہ رکھا جائے، ہرگز نہیں۔ اللہ تعالٰی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ملک میں صحیح تعلیم کے اداروں کی بڑی تعداد ہے۔ ہر ہر صوبہ میں کامل النصاب مدارس بکثرت موجود ہیں۔ اور ماشاء اللہ خوب کام کررہے ہیں۔ صدہا علماء ربانی ان سے فیضیاب ہوکر ہدایت وارشاد خلق کی خدمتیں انجام دیتے ہیں۔ درس افتا وعظ۔ مناظرہ۔ دینی تبلیغ کی مساعی میں مصروف ہیں مگر حقیقی نہ ہوتیں۔ اور یہ مدارس سرگرم عمل نہ ہوسکتے تو اس زمانہ میں [illegible] ترقی کرتی۔ اور مذہب کے جاننے [illegible] ہوجاتے۔

اور اسلامی اعمال سے دنیا ناواقف ہوجاتی مگر باوجود
اس کثرت کے قابل افسوس اور لائق رنج یہ ہے کہ ان علمی
دینی درسگاہوں میں کوئی نظم و ارتباط نہیں ایک کو دوسرے
کی خبر نہیں۔ معیار تعلیم میں ایک ضابطہ نہیں نصاب میں
یکسانیت نہیں۔ طریق تعلیم میں توافق نہیں۔

کاش ایک مرکز سے سب وابستہ ہوں۔ مرکز کی نگرانی
میں ہر صوبہ میں دفتر ہو۔ ہر ضلع کا ایک تعلیمی انسپکٹر ہو۔
ہر جگہ ایک نصاب ہو ایک ہی پرچۂ سوالات کا جواب
ہر مدرسہ کا طالب علم دے۔ ضلع کا مدرسہ تحصیلوں میں
شاخیں کھولے اور تعلیم کو اس طرح گاؤں گاؤں پھیلا
دیا جائے کہ آنے والی نسل کا ایک فرد بھی جاہل نہ رہ
جائے۔ اور جیسے ہر مسلمان کو مسلمان ہوتے ہی صبح سے
شام اور شام سے صبح کرنا ہر منٹ ایک اصولی
انسان کی طرح ہوتا ہے۔ برکت تعلیم سے ہر آن اسلامی
آن بن جائے تو پھر اس آن کی شان دیکھنا ہے جس
کو ہم پاکستان کہتے ہیں۔ دینی تعلیم کی وسعت میں انگریزی
دانوں کو لیا جائے۔ ان کو سہولت بہم پہنچائی جائے ائمہ
مساجد کا ایک نصاب ہو۔ اور کوئی امام بے سند نہ رہ
جائے۔ بدھسٹوں کے لئے تبلیغی مکاتب کھولے جائیں۔
آسان زبان میں دین کی تبلیغ کے لئے کتابیں تصنیف
ہوں۔ اور ہر تصنیف پر "جمہوریت اسلامیہ" کی نگرانی
ہو۔ وہی کتاب شائع ہو سکے جس پر "جمہوریت اسلامیہ" کی
تصدیق ہو۔ تمام علوم جدیدہ انگریزی سے اردو زبان میں لایا
جائے اور علماء کو ان سے واقف کیے جائیں سیاسیات،
اقتصادیات تاریخ وغیرہ کا مستقل کورس ہو۔ سنی
لائبریری، سنی مدرسہ سنی سکول سنی کالج سنی
یونیورسٹی دین و دنیا کی حامل بن جائے۔ اخلاص سے ایسے
مبلغ پیدا کئے جائیں جو صدق و صفا۔ عدل و وفا
شرم و حیا جود و سخا کے دستوں سے خدا ... پر

مذاہب میں سبقت کا جذبہ رکھتے ہوں جن کا جینا مرنا
اللہ کے لئے ہو۔ تو پھر آپ یقین رکھیں کہ خلیج بنگال اور
بحیرۂ ہند کی درمیانی خشکی میں پاکستان ہی پاکستان نظر
آئے جو قوم علم میں، عمل میں، اخلاق میں، پاک ہوجاتی
ہے۔ وہ جہاں قدم رکھتی ہے اس کو پاکستان بنا دیتی ہے۔

حضرات! آپ پر روشن ہے کہ سنیوں کی ساری کمزوریاں
اسی صحیح تعلیم کی کمی کا نتیجہ ہے۔ علم درست طور پر آجائے
تو خود معلوم ہو جائے گا کہ دوسرے ادیان و مذاہب کی
طرح اسلام نہیں ہے کہ کچھ عقائد کچھ خیالات کچھ اوہام
پر اعتماد کرکے اس کا نام دین رکھ لیا جائے۔ اسلام تو
خود حقائق کے اعتراف کے ساتھ اپنے پیرو کو میدان عمل
میں کھڑا کر دیتا ہے۔ عقیدہ توحید سے لے کر معاد کی تمام
تفصیلات کو اس لئے منواتا ہے کہ جو کچھ مانا ہے اس کو
کر کے دکھا دینا ہے۔ اسلام انسان کو عملی انسان بناتا ہے
دینداری کی سند حسن کردار پر دیتا ہے صاحب تخت و تاج
ہو۔ یا مسکین و محتاج سب کے لئے اسلام نے مکمل پروگرام
بنا دیا ہے۔ یہ اسلام کا وسیع روحانی نظام ہے جس نے
خدا کی پرستش کو رکوع و سجود ہی میں محدود نہیں کیا۔ اور نہ
مسجد ہی کو اس کے لئے خاص کیا ہے۔ بلکہ اسلام سونے
کو جاگنے کو چلنے پھرنے کو جم کر بیٹھنے کو کھانے پینے کو
اہل و عیال کی نگرانی کو، بال بچوں کی پرورش کو صنعت
و حرفت کو کاروبار تجارت کو، مزدوری و محنت کو خلق کی
خدمت کو بزم کو، رزم کو، سب کو عبادت بنا دیا ہے۔ یہ اسلام
نے بتایا ہے۔ کہ عبادت بازاروں میں بھی ہوتی ہے اور
کارزاروں میں بھی ہوتی ہے ارکان صوم و صلوٰۃ، حج و زکوٰۃ
سے بھی ہوتی ہے۔ اور قلم کی رفتار اور تلوار کی جھنکار سے
بھی ہوتی ہے اور گوشۂ تنہائی میں بھی ہوتی ہے۔ ایک
مسلمان اپنی زندگی کے ہر موڑ پر اسلام کی بدولت خدا کو
پوجتا ہے ... نام ... سخن کی حفاظت کے

ساتھ ساتھ انسانی برادری کا پیغام دیا ہے اور مفروضہ تفاوتِ مدارج کو مٹا کر اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ فرما کر برتری کا مدار عملِ صالح پر رکھ دیا ہے اسلام کے پروگرام کا دنیا کو تجربہ ہو چکا ہے ساری دنیا نے دیکھا کہ اجنبیوں کو [illegible] زمانہ بنا دینے والا، غیر متمدن کو تمدن کا علمبردار کر دینے والا بکریوں کے چرانے والوں اور اونٹ کے گلہ بانوں کو تخت و تاج کا مالک بنا دینے والا [illegible] کے گہوارہ کو دارالامن کر دینے والا اسلام اور صرف اسلام ہے۔

پاکستان کیا ہے۔

ہمارے دینی رہنماؤں نے عرصہ گذشتہ میں ابھی ابھی پاکستان کا لفظ استعمال کیا ہے اور پہلے بھی کئی جگہ پاکستان کا لفظ آچکا ہے ملک میں اس لفظ کا استعمال روزمرہ بن گیا ہے۔ در و دیوار پر "پاکستان زندہ باد" تجاویز کی شکل میں "پاکستان ہمارا حق ہے" نعرہ کی گونج میں "پاکستان لے کے رہیں گے" مسجدوں میں خانقاہوں میں بازاروں میں ویرانوں میں لفظ "پاکستان" لہرا رہا ہے اس لفظ کو پنجاب کا پرمنیٹ لیڈر بھی استعمال کرتا ہے۔ اور خاک بسر بھی ہر لیگی بھی بولتا ہے۔ اور ہم سنیوں کا بھی یہی محاورہ ہو گیا۔ اور جو لفظ مختلف ذہنیتوں کے استعمال میں ہو اس کے معنی مشکوک ہو جاتے ہیں۔ جب تک بولنے والا اس کو واضح طور پر نہ بتا دے پرمنیٹ کا پاکستان وہ ہوگا جس کی مشینری [illegible] کے ہاتھ میں ہو گی لیگ کے پاکستان کے متعلق دوسری قوتیں چیختی ہیں کہ اب تک اس نے پاکستان کے معنی نہیں بتائے۔ اور جو بتائے وہ اُلٹے سیدھے ایک دوسرے سے لڑتے جاتے اگر یہ صحیح ہے تو لیگ کا ہائی کمانڈ [illegible] کا ذمہ دار ہے لیکن جن سنیوں نے لیگ کے اس پیغام کو قبول کیا ہے

اور جس یقین پر اس مسئلہ میں لیگ کی تائید کرتے پھرتے ہیں وہ صرف اس قدر ہے کہ ہندوستان کے ایک حصہ پر [illegible] قرآن کی آزاد حکومت ہو جس میں غیر مسلم [illegible] جان مال، عزت و آبرو کو حسب الحکم شرع امن [illegible] ان کے معاملات کو ان کے دین پر چھوڑ دیا جائے۔ وہ جانیں ان کا دھرم جانے ان کو [illegible] عقد [illegible] سنا دیا جائے اور بجائے جنگ [illegible] صلح و امن کا اعلان کر دیا جائے۔ ہر انسان اپنے [illegible] ہونے پر مطمئن ہو جائے۔ [illegible] مولوی تعریف کے سوا لیگ [illegible] تو کوئی [illegible] قبول نہیں [illegible] پڑھا ہے نہ تجاویز پڑھی ہیں نہ [illegible] ائیڈیل دیکھے ہیں۔ نہ ذمہ داروں سے پوچھا۔ وہ صرف اتنا سمجھ کر قرآنی حکومت اسلامی اقتدار لیگ کا مقصد ہے اس کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ اور ان کو چھوڑ کر لیگ باقی بھی نہیں رہتی۔ [illegible] دستور اساسی بھی ہے [illegible] تجاویز متفقہ بھی ہیں۔ لیگ اُن کے لئے کوئی بنیادی چیز ہے جس کو سوچ سمجھ کر ٹھونک بجا کر قبول کیا جائے۔ بلکہ لیگ اُن کے جذبات کی [illegible] ترجمان ہے جس کو وہ ہر معترض سے زیادہ خود سمجھ رہے ہیں۔ خیر یہ تو لیگی زبان میں پاکستان کی بحث تھی۔ لیکن آل انڈیا سنی کانفرنس کا "پاکستان" ایک ایسی خودمختار آزاد حکومت ہے جس میں شریعتِ اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول پر کسی قوم کی نہیں، بلکہ اسلام کی حکومت ہو [illegible] خلافت [illegible] کا نمونہ ہو۔ ہماری آرزو ہے کہ ایسی [illegible] ہو جائے۔ لیکن اگر عالم اسباب میں [illegible] حصہ بعد [illegible] پاکستان بنتا جائے تو اس کو بنایا جائے [illegible] دوسرے حصہ کے [illegible]

میں حکمت مدرج ہے۔

سنی کیا پاکستان بنائیں گے۔ اس میں کسی بحث کی گنجائش نہیں، عہد صدیقی کو دیکھ لیا جائے۔ دور فاروقی کی سیر کر لی جائے عثمانی زمانہ کو نظر کے سامنے لے لیجئے خلافت علویہ کا دیدار کر لیا جائے۔ اسی قسم کا پاکستان بنائیں گے۔ اگر سنیوں کو زندہ رہنے کا اپنے دین کی حفاظت کرنے کا اپنے مستقبل کو سنوارنے کا۔ اپنی قوم کو ہلاکت سے بچانے کا اپنی مسجدوں کو آراستہ کرنے کا اپنی خانقاہوں کو سجانے کا، اپنے اداروں کو درست رکھنے کا حق دوسری قوموں کی طرح ہے اور ضرور ہے تو پھر تنظیم سے زیادہ ضروری سنیوں کے لئے آل انڈیا سنی کانفرنس ہے۔ ہم نے مانا کہ انگریز اب ہندوستان پر حکومت کرنے سے تنگ گیا ہے۔ اور منافع کے سوا خطروں سے ... دینا چاہتا ہے اور وہ کونسلی حکومت ہندوستان ... والوں کو ہی دینا چاہتا ہے اور مانا کہ یہ دیکھ کر ہندوستان کی اکثریت کے منہ میں پانی بھر آیا ہے ... غیر سے اس حق کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور مانا کہ اس جواب بھی رہ گیا ہے کہ قانونی حیثیت کو مسلمان کہہ ... کو یکجا کرنے اکثریت کے دام لالی ... خواب کو ... تعبیر نہ ہونے دیا جائے۔ اور مانا کہ مسلم لیگ ہی ... میں ہے اور یہ بھی بالفرض مانا کہ مسلم لیگ کے سوا غیبہ خاموں کی بیابانیوں اور دھاندلیوں کا کوئی جواب نہیں۔ لیکن پھر بھی سنی مسلمانوں کو اپنی ملی تنظیم کی آج اسی قدر حاجت ہے جس قدر پہلے تھی۔ ہم سے مسلم لیگ کو اسی کی امید رکھنی چاہیئے۔ کہ اس کا جو قدم سنیوں کے سمجھے ہوئے پاکستان کے حق میں ہوگا۔ اور اس کے جس پیغام میں اسلام و مسلمین کا نفع ہوگا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کی تائید اسی کو بیدریغ حاصل ہوگی اور دینی امور میں ہاتھ لگانے سے پہلے آل انڈیا سنی کانفرنس کی

حمایت اسی کو بیدریغ حاصل ہوگی۔ اور دینی امور میں ہاتھ لگانے سے پہلے آل انڈیا سنی کانفرنس کی رہنمائی اس کو قبول کرنی پڑے گی۔ اور ضرور کرنی پڑے گی۔

دنیا کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ جس طبقہ نے عالمگیر و جہانگیر کی تلواروں پر حکومت کی عباسیوں کی جلالت پر اپنے اقتدار کا پرچم لہرایا۔ یعنی علمائے حق وہ نہ کسی متمول کے دبائے دبتے ہیں۔ نہ کسی شکی وہمی سے الجھتے ہیں۔ نہ کسی بدزبان بے لگام کو پرکاہ برابر سمجھتے ہیں۔ وہ صرف اپنے خدا سے ڈرتے ہیں۔ حق گو ہیں حق پرست ہیں۔ اور صرف حق کا اقتدار چاہتے ہیں۔

اے ہمارے شفا بخشنے والے حکمائے اسلام ہم نے اپنی بیماریاں بیان کر دیں۔ اور بیماریوں نے اس قدر نڈھال کر دیا ہے۔ کہ ہم تھک گئے ہیں۔ اور ہماری بیماریوں کا بہت کچھ بیان رہ گیا ہے۔ آپ کی انگلیاں ہماری نبض پر ہیں۔ آپ کی حذاقت نے ہم کو بھانپ لیا ہے۔ جو ہم نے کہا وہ ... اور جو نہیں کہا وہ بھی آپ کی فراست کے سامنے ہے ... ہمارا علاج کیجئے۔ اپنے رسول پاک کا صدقہ ہمارا مداوا کیجئے غوث کے نام کی بھیک دیجئے خواجہ کے طفیل خبر لیجئے نقشبند کی سرکار کا صدقہ دیجئے۔

ہائے ہم تو اس قابل بھی نہیں کہ آپ کو رسمی طور پر بھی کہہ سکیں کہ ہماری خادمانہ فروگذاشتوں کو معاف کیجئے۔ یہ وہ کیسے۔ جو کچھ تو خدمت کرتے ہم نے تو آپ کو اس شرط پر زحمت دی کہ اپنا راشن اپنے ساتھ لائیے۔ ہم شرم کے مارے اپنے سر جھکائے ہوئے آپکی وفاداری کا عہد کرتے ہوئے آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور اپنی مجلس استقبالیہ کے مخلص درویشوں کے لئے درخواست دعا کے ساتھ خاموش ہوتے ہیں۔

اور ہماری یہ خاموشی آپکے کریمانہ اخلاق کا اعتراف اور اپنی مجبوریوں پر رحم کی بہزار ادب درخواست ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آپکا وفادار فقیر اشرفی درگاہ ... جیلانی ابو المحامد سید محمد غفرلہ کچھوچھوی صدر مجلس استقبالیہ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس ۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء

خطبۂ صدارت آل انڈیا سُنّی کانفرنس اجمیر شریف ۱۹۴۶ء

۵-۶ رجب المرجب ۱۳۶۵ھ کو آل انڈیا سنّی کانفرنس کے اسپیشل اجلاس مسجد شاہجہانی واقع درگاہ معلّیٰ اجمیر شریف میں حضرت عالی درجت سراپا برکت مرجع المشائخ والکبراء رامپور شاہ وگدا دیوان سید شاہ آلِ رسول علی خاں صاحب (دامت برکاتہم) سجادہ نشین درگاہِ عالم پناہ خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی دعوت اور ہدایت کے ماتحت ہوئے تھے۔ جس کی ایک نشست میں خود حضرتِ ممدوح مدظلہ نے مسندِ صدارت کو عزت بخشی۔ اُسی اجلاس میں فرزند رسول جگر گوشۂ بتول، عالم نبیل، فاضل جلیل رئیس المتکلمین حضرت مولٰنا الحاج المولوی السید الشاہ سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہٗ صدر آل انڈیا سنّی کانفرنس نے یہ نفیس خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا تھا۔

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔ امّا بعد

مشائخ کرام، علمائے اعلام و برادرانِ اسلام! اللہ اللہ کیسی مبارک گھڑی ہے اور کیسا مقدس مقام اور کس قدر بلند مقصد آج اس وقت میسر ہے کہ اگر اسی ساعت حیات کی برکتیں تمام زندگی کے لمحات کو تقسیم کر دی جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کا بیڑا پار ہو جائے یہ شاہجہانی مسجد ہے جس کی بنیاد سے لے کر چوٹی تک جدھر نظر کیجئے۔ تو اس عقیدت مندی کی نفاست وشفاف و سفید جھلک موجود ہے جو ہمارے تخت وتاج والے حکمرانوں کو دلق وگلیم والے فرمانرواؤں سے تھی۔ لال قلعہ دہلی کے تختِ طاؤسی پر جو سب سے اونچا نظر آتا تھا۔ وہ سب سے زیادہ جھکنے والا اور جھکانے والا خاکِ پاک اجمیر میں دکھائی پڑتا تھا۔ سلطان السلاطین و شہنشاہ کا لقب خواجہ خواجگان کی جاروب کشی نے بخشا تھا۔ خزانۂ عامرہ والے لعل وجواہر گدڑی والوں سے مانگے جاتے تھے۔ نبرد آزماؤں کی تلواریں گوشہ نشینوں کی چوکھٹ پر تیز کی جاتی تھیں، کلغی والوں کی کلغیاں ننگے تلوے والوں کے تلوے چوما کرتی تھیں آنکھ والوں کے لئے سرمۂ سعادت، بصیرت والوں کی خاکِ پا ہوتی تھیں۔ تدبیر والوں کی تقدیریں دعا والوں کی دعاؤں سے سنواری جاتی تھیں

آج رجب شریف کی چھٹی شب ہے ہندوستان بھر میں جشنِ عید ہے، یارِ حقیقی سے وصالِ خواجہ کی تاریخ ہے۔ عرس شریف کا دن ہے۔ خواجہ بزرگ کی یاد ہے قرآن کریم کی زبان میں اَیّامَ اللّٰہ میں سے ایک شمار ہوتا ہے وحی الٰہی کی شہادت ہے کہ خاصانِ حق و مقبولانِ درگاہِ مطلق کا یوم ولادت و یوم وصال و یوم حشر تعین تاریخ کے ساتھ لاہوتی سلامتیوں اور ربانی رحمتوں کی بارش لایا کرتے ہیں۔ اسیرانِ نفس ومعصیت کو رہائی دی جاتی ہے اپنے رب سے پلنے والے بے حساب پاتے ہیں۔ اور بے تحاشا بانٹتے ہیں۔ کمائی والے زیادہ سے زیادہ اجرتیں حاصل کرتے اور اپنے وابستگان کو عطا فرماتے رہتے ہیں۔ اُن بے شمار نعمتوں میں سے یہی ایک کیا کم ہے کہ آنکھیں ملتی ہیں۔ آنکھوں کو بینائی ملتی ہے بینائی کو تیزی بخشی جاتی ہے۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کا صدقہ ملتا ہے اسلام کی کشتی اہلِ تیز نگاہی

کا [illegible] تاریخ [illegible]
ہے۔ [illegible] پانی ہو کر
دیکھا تو آنکھیں [illegible] درحقیقت [illegible] چار نہ
نہ ہو سکیں [illegible] ہوشمندی ڈوب
کر مر گئی۔ انسانی شرافت خاک میں اور فہم و فراست
ہوا ہو گئی۔ آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائیں تو چاند
سورج اور ستاروں آگے نہ بڑھیں۔ اور دیکھا چوند
ہو کر رہ گئیں۔ یہ آتش پرستی اور گنگا پوجا یہ بت پرستی
یہ ہوائی اوہام نگاہوں کی کمزوریاں نہیں تو کیا ہیں۔
چندرما پوجا۔ سورج پوجا۔ زمین پوجا اور ستاروں
کی پرستش اندھا پن نہیں تو اور کونسی نعمت ہے؟
لیکن اسلام کی تیز نگاہ [illegible] آنکھ [illegible]
اور [illegible] یقین آیا۔ [illegible] سامنے آئے۔ اور
فضائے [illegible] کی قدرتیں نظر آنے لگیں۔ صفات
کی تجلیات نے ذات کی طلب پیدا کر دی [illegible]
کے پردے چاک کر دیئے۔ [illegible]
نظریہ کا [illegible] کر دیا۔ اور جانے [illegible] نگاہیں حقیقت
تک پہنچ گئیں۔ [illegible] جمال کعبہ [illegible] تک یہ
پہنچ اور عرش عظیم کی پہنائیاں جس کی [illegible]
اسلامی آنکھ نے لذت دید میں سرشار ہو کر اس کو اپنے
دل میں رکھ لیا۔

یہ تھی اسلامی تیز نگاہی کی کرامت۔ ہے کہ خواجہ
خلوت کدہ قبر میں [illegible] قبر کو [illegible]
تو [illegible] اندھی لی [illegible]
چھا گیا [illegible] کسی [illegible]
خواجہ [illegible] تعویذ قبر پر
رکھ [illegible]
والوں [illegible]
اگر [illegible]

نگاہ نہیں تو قبر میں کیا دھرا ہے یہ وہابیت کا اندھا پن
ہے کہ ٹٹولتے ٹٹولتے قبر تک پہنچی تو خاک پتھر کے سوا
کچھ ہاتھ نہ لگا۔ اور محروم القلب ہو کر رہ گئی۔ اور یہ
اسلام کی تیز نگاہی ہے کہ قبر کو مقبور سے نسبت بخشی
کفار کی قبروں کو اکھاڑ دینے کی اجازت دی۔ کہ کفر و کفار
کو کسی احترام کا حق نہیں۔ مومن کی قبر پر اس آقا و مولیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قدم رکھنا گوارا نہ
فرمایا جس کے تلووں کے نیچے ایمان والوں کی جنتیں ہیں
تو پھر مقبولان بارگاہ کی قبروں کا کتنا رتبہ ہوا یعنی وہابیت
کہتی ہے۔ نہ قبر کو دیکھو اور اسلام کہتا ہے کہ مقبور کو دیکھو۔

یہ تو ہم مسلمانوں کا روزمرہ ہے کہ قرآن شریف کو
تلاوت کے لئے لیا اور پہلے جزدان کو چوم لیا پھر جلد کو چوما
اور پھر کھول کر تلاوت میں لگ گئے۔ یہ جزدان کے کپڑے
کو نہیں چوما۔ یہ جلد کے چمڑے کو نہیں چوما بلکہ جزدان کے
اندر جلد میں چومنے کے قابل چیز ہم کو پہلے ہی سے نظر آ
گئی ہے اس کو چوم لیا دال کو نہیں چوما مدلول کو چوما
یا مدلول سے دال کی جو نسبت ہے اس کو چوما۔ ہاں ہاں
غلاف قبر کو کوئی نہیں چومتا اس کی اس نسبت کو چومتا
ہے۔ جو مقبور سے اس کو حاصل ہے۔

ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا۔ کہ یہیں آ کر مقدس مقام
اور کس قدر اہم ایوان اور کتنی خاص تاریخ لئے ہے زمان
و مکان کی شرافت پوری پوری موجود ہے۔ اور لغو نہ تعالیٰ
اخوان کی شرط بھی موجود ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم گنہگار
نہیں [illegible] لیکن اہل دل کی [illegible]
کہتے ہیں [illegible] ہم باغی نہیں تاہم غدار نہیں۔

زمانہ میں روشنی کے نام پر الحاد کی تاریک آندھیاں
چلیں۔ دنیا فروشوں نے دین کے نام کو پیٹ کا دھندا بنایا
[illegible] فروشی کا [illegible] ضمیر فروشی اور قوم
فروشی کا بلیک مارکیٹ بناؤں کی زد سے بھی آزاد ہے۔

نام دارالعلوم رکھا اور کام دریا مندر کا کیا۔ نام پوچھو تو احرار بتائیں اور کام دیکھو تو غلاموں کی غلامی پر اترائیں یا رسول اللہ سن کر گھبرائیں اور "بندے ماترم" کا ترانہ گائیں۔ نعرہ تکبیر سے الجھیں اور اپنے باپو کی جے منائیں مسلمانوں سے بیزار اور مشرکوں کے علمبردار ان کو تمنّد کا رنگ ایسا چڑھا ہے کہ پہچاننا دشوار ہے، کہ مولوی جی ہیں یا مالوی جی ہیں سب تحیر ہے، مگر اے خواجہ تیری خواجگی کے قربان کہ تیرے مست تیرے ہی رہے تیری تعلیم تیرے پیغام سے ایک انچ نہ ہٹے چودہ سو برس کی پرانی لکیر کے فقیر بنے رہے۔ شرک کے پاؤں پر توحید کو کھڑا نہیں کیا، اور کسی قیمت پر اپنے دین کو نہیں بیچا نہ یورپ کی چال ان پر چلی، نہ اکثریت کی سرمایہ داری کا جال ان کو پھانس سکا۔ یہ خواجہ کی دہائی دینے والے یہ میلاد و قیام والے، یہ نعرۂ تکبیر و [illegible] والے اسی مقام پر رہے جہاں [illegible] کھڑا کر دیا ہے، ہیں دیکھ [illegible] ستھرے خواجہ والے غوث والے [illegible] ہیں۔

اور اللہ تعالےٰ [illegible] ہمارا مقصد بھی نہایت بلند پایہ ہے آج [illegible] مقصد ہے جو چشت کے باجھ کو صد [illegible] جس نے جیلان والے غوث کو [illegible] جس کے لئے اللہ کا حبیب مکہ سے [illegible] سے فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ پہنچا جس مقصد [illegible] دین خدا کے دین کے پیغام اور اس دینداری کی بنیاد کی [illegible] مقصد [illegible] اور اسلام کے پرچم کو آزاد [illegible] کرنا اور مسلمانی آبادی کو [illegible] پاکستان بنانا ہے۔

[illegible] اپنے [illegible] کے اللہ اور آپ کے رسول اور [illegible]

آواز سے سنی [illegible] گستاخوں کے جبّہ و دستار سے ڈرے [illegible] کی آرائش [illegible] اور صرف اس [illegible] کو چھوڑ دیا کہ [illegible] ان کے [illegible] آپ کا دامن چھوٹا جاتا تھا۔ جو کسی طرح قابل [illegible] تھا۔ [illegible] کی کہ آئی اور [illegible] پر جا [illegible] ہندوستان [illegible] الہندی کی کرامت ہے کہ ہمارے اُن [illegible] کو رہنمائی کی مسند زبانی دعوے سے نہیں [illegible] کمزوریوں پر نہیں بلکہ اپنے بازوؤں کی قوت پر پڑتے تھی۔ وہ [illegible] ہمارے پیر [illegible] سنت وجماعت سارے [illegible] خانقاہوں کی چہار دیواریں نکل پڑے اور میدان [illegible] گئے، سارے علماء مدرسوں سے باہر بھی [illegible] اور [illegible] کر لیا تو کروڑ سُنیوں میں [illegible] ہو [illegible] کو منایا [illegible] ان کو تبلیغ بنا کر [illegible] کہ [illegible] ایک غیر مسلم کو مسلمان کرنا ہے۔ اُن کو تعلیم [illegible] سے آراستہ [illegible] ان [illegible] کو [illegible] خلاق کو پاکستان [illegible] کہ جہاں وہ قدم [illegible] پاکستان ہو جائے۔ اب اپنے مدارس ناقابل برداشت ہیں۔ [illegible] سنیوں کی جیب پر [illegible] ڈالیں اور سنیوں کے مفاد [illegible] اور سنیوں میں انتشار [illegible] کی یکسانیت [illegible] دارالافتاء [illegible] سب کو مرکزی [illegible] خانقاہوں کو آراستہ کرنا ہے [illegible] تبلیغ و تعلیم کی روح [illegible] ہے۔ المشائخ [illegible] واحدۃ کر کے دکھانا ہے۔ ان پاؤں کا پاک [illegible] ہے کہ رفتہ رفتہ ہندوستان کو پاکستان بنا کر دکھانا ہے۔

یہی علماء و مشائخ اہل سنت کے [illegible] عوام اور [illegible] ہیں جن [illegible] آل انڈیا سنی کانفرنس [illegible] ربیت

اسلامیہ ہے۔ اور جس میں اس وقت تک صرف علماء و مشائخ کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ ہے اور اُسی سُنی کانفرنس کا آج خواجہ کی چوکھٹ پر جلسہ صرف اپنے خواجہ کے حضور حلف وفاداری اُٹھانے کا ہے۔

میرے سُنی بھائیو! اب ہم پر حجتِ الٰہیہ ختم ہو چکی اور اگر ہم ان رہنماؤں سے بچھڑ گئے تو میدانِ حشر میں ہمارے پاس کوئی جواب نہ ہو گا۔ ہمارے جگانے والے پکار رہے ہیں کہ سُنیو! جاگو جاگو" ہمارے ہوشیار کرنے والے آواز دے رہے ہیں۔ کہ سُنیو! ہوشیار" خبردار"۔ ہمیں ترقی دینے والے بلا رہے ہیں "آؤ بڑھے چلے آؤ"!

اے سُنی بھائیو! اے مصطفٰے کے لشکریو! اے خواجہ کے مستو اب تم کیوں سوچو۔ کہ سوچنے والے مہربان آگئے۔ اب تم کیوں رکو کہ چلانے والی طاقت خود آگئی۔ اب بحث کی لعنت چھوڑ دو۔ اب غفلت کے جرم سے باز آؤ اُٹھ پڑو۔ کھڑے ہو جاؤ۔ چلے چلو۔ ایک منٹ بھی نہ رکو۔ پاکستان بنالو تو جاکر دم لو۔ کہ یہ کام اے سُنیو! سُن لو کہ صرف تمہارا ہے۔

حضرات! میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف کہہ دیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف سُنیوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سُنی کانفرنس ہی کرے گی۔ اس میں سے کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے۔ نہ شاعری ہے اور نہ سُنی کانفرنس سے خلوص کی بنا پر ہے پاکستان کا نام بار بار لینا جس قدر ناپاکوں کو چڑ ہے اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے اور اپنا وظیفہ سُنی سوتے جاگتے اُٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے پورا نہیں کرتا اب رہا پاکستان کا رستہ بیاں است۔ یہ ملک کی کسی سیاسی جماعت سے تصادم کے لئے نہیں کہا ہے۔ بلکہ ایک حقیقت ہے اس کا اظہار بلا خوف

لومة لائم کر دیا ہے۔ اصل تو مسلم لیگ کے سوا کوئی ٹولی ایسی نہیں جو پاکستان سے ساتھ لفظی موافقت بھی رکھتی ہو۔ الکفر ملۃ واحدۃ تو سارے ناپاکوں نے اپنے اندر بے شمار اختلافات رکھتے ہوئے پاکستان کے خلاف صف آرائی کرلی ہے۔ اور مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام کس سے پہنچا اور لوگوں نے مسلم لیگ کا عقیدہ اس کو بنایا۔ اگر تاریخی طور دیکھا جائے گا تو وہ صرف سُنی ہیں۔ پاکستان سے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے۔ مسلم لیگ سے ہمارے سُنی کانفرنس کی مجلس عاملہ کے رکن حضرت سید شاہ زین الحسنات صاحب سجادہ نشین مانکی شریف (سرحد) نے لکھوا لیا ہے کہ اگر ایکدم سارے سُنی مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی مجھے بتا دے۔ کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائے گا اُس کا دفتر کہاں رہے گا۔ اور اُس کا جھنڈا سارے ملک میں کون اُٹھائے گا۔

اس کے بعد حضرت محدث صاحب قبلہ صدر آل انڈیا سُنی کانفرنس نے حسب فرمائش اراکین و حاضرین اُس معرکۃ الآرا خطبہ صدارت کے چند اقتباسات سنائے جو آل انڈیا سُنی کانفرنس کے اجلاس بنارس میں مقبول خاص و عام ہو چکا تھا۔ اور فرمایا کہ

میں اپنے سُنی بھائیوں کو آخر میں پُر زور دعوت دیتا ہوں کہ زندگی کی پہلی فرصت میں سُنی جھنڈے کے نیچے آجائیں جس کا سبز رنگ قبۂ خضرا کی سرسبزی سے ماخوذ ہے اور جس کا ہلال بدر کامل ہونے کی تڑپ رکھتا ہے اور جس کی چمک اپنے آغوش میں اُس سبز گنبد کو لئے ہے جس کے سایہ میں دین اور دنیا کی بھلائی قدرت نے رکھی ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فقیر ابوالمحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی صدر آل انڈیا سُنی کانفرنس

مقالاتِ خصوصی ایڈیشن

تحریر مدیر مسئول
نعیمیہ رضویہ سواد اعظم
دار التبلیغ لاہور

ابو المخدوم سید صوفی صابر اللہ شاہ اشرفی نعیمی علیہ الرحمۃ

بانیٔ ادارہ

جن کا سالانہ عرس ۲۲ اکتوبر کو لاہور میں ہو رہا ہے

پاکستان میں آنے کے بعد حضرت صدر الافاضل کے ماہنامہ السواد اعظم کو دوبارہ زندہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے بڑے صاحبزادے کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا اور ادارہ کا نام ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم تجویز فرمایا اور پھر سواد اعظم کا ۱۹۵۸ء میں اجرا کر کے مدیر اعلیٰ اپنے صاحبزادہ کلاں کو، مدیر نائب مدیر اپنے صاحبزادہ خورد (غلام قطب الدین نعیمی) موجودہ مدیر اعلیٰ کو منتخب کر کے خود ان کی کتابت فرمایا کرتے۔ بڑے صاحبزادے کی وصال کے بعد سواد اعظم کی ادارت اپنے چھوٹے صاحبزادے کے سپرد کئے رکھی۔ جو کہ ایک نئے عزم کے ساتھ ماہ جنوری سے نئی شکل و صورت سے بنا سنوار کر میدانِ صحافت میں انقلابی قدم رکھ رہا ہے اور وہ نایاب مضامین جو مراد آباد کے سوادِ اعظم سے ایک اقتباس کی صورت میں وقت کی ضرورت کے مطابق پیش کیا ہوں گے۔ اور یہ ادارہ ایک دار التصانیف سواد اعظم قیام عمل میں لا رہا ہے یہ انقلابی قدم خدا اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھروسے پر اٹھایا جا رہا ہے۔ نامساعد حالات کے باوجود ہماری راہ میں دنیا کی کوئی طاقت حائل ہو کر ثبات کو لغزش نہیں دے سکتی ان شاء اللہ

آپ کا وطن مالوف

آپ کے آباء و اجداد نے افغانستان سے ہجرت کر کے مراد آباد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ کی ولادت باسعادت پورہ مراد آباد میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ سید پیر خدا بخش مجددی چشتی، فخری نظامی کا کاخیلی سادات سے تھے۔ جو کہ حضرت صدر الافاضل کے اس قدر معتقد تھے کہ اپنے لختِ جگر کے خاک پائے صدر الافاضل ہونے کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ انہوں نے اپنے اس اکلوتے لاڈلے لختِ جگر کو بڑے ناز و نعم سے پالا

اس کے بعد ضروری تعلیم خود گھر پر دی دینی علوم حاصل کرنے کیلئے حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہٗ کی صحبت اور تلمذ سے فیض حاصل کرنے کا موقع ملا۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاست اور عقیدت کا مرکز ترکی کی خلافت تھی۔ علی برادران کی صدر الافاضل کے دستِ حق پرست پر توبہ کرنے کے حسینی شاہد تھے۔ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کے بڑے جاہل نشاط میں پیش پیش

حلیہ شریف

متوسط قد سے لمبا قد صحت مند جسم گندمی رنگ

چہرہ نورانی۔ آنکھیں دلکش اور دونوں ابروؤں کے درمیان
سرخ مظفر رنگ دار چہرہ پیشانی چوڑی ناک سیدھی
ابھرے ہوئے ہونٹ دہانہ کشادہ دانت اب تک
سلامت مگر خوبصورت داڑھی یک مشت تین انگل
اور بھری ہوئی۔ سر کے بال مونڈے ہوئے سینہ
قدرے کشادہ ہڈیاں ابھری ہوئی گردن سیدھی
ابھری ہوئی گردن سے ناف تک کا حصہ بالکل سیدھا
اور لیکن آخری وقت قدرے جھک گئی تھی۔ کان
درمیانی ٹانگیں لمبی، پاؤں درمیانے سر مبارک
گول اور بڑا آواز بہت بڑی گرجدار بال سفید۔
جسم دیکھنے والا۔ ورطۂ حیرت میں پڑ جاتا کہ یہ
نہ ہی بیمار رہتے۔ البتہ جگر اور معدہ کے
مریض ہوں۔ کہ وہ دماغی کام کرنے سے عموماً خراب
رہتے ہیں۔ زبان صاف اردو شائستہ مادری
زبان اردو۔ حافظہ درست یادداشت بھی خاصی
کلام ایسا شستہ۔ قلم میں روانی کتابت کے
قابل۔ امامت کے حامل۔

زندگی کے دوران

آپ کی عمر شریف تقریباً ۸۰ سال ہڈیاں بوڑھی
ہو چکی تھیں۔ مگر اہل سنت کے لئے ہر وقت جوان
ہمت تھے۔ بصارت بھی کم ہو گئی تھی۔ لیکن دل کی
بصیرت تیز تر آخری وقت میں کمر میں خم آ گیا تھا،
مگر زندگی میں استواری۔ حقیقت۔ شریعت۔ طریقت
معرفت کی سیدھی راہوں پر ہمیشہ چلتے رہے اور مستعد
چاق و چوبند نظر آتے رہے۔ شعر و شاعری میں
خاص شغف تھا۔ کلام دلی جذبات کا ترجمان ہوتا
اور ایسا رنگ کہ تصوف زیادہ بولتا تھا۔ تو زندگی
بولتی نظر آتی تھی۔ آواز میں مردانہ وقار تھا۔ لہجہ
بھی دہلی والوں کا انداز تھا۔ الفاظ نہایت موزوں
اور سادہ انتخاب ہوتا تھا۔ جہاں رکنا چاہتے رکتے
بلا شہرت خود۔ اگرچہ ادیب نہ تھے۔ لیکن ادیبوں
سا کام کرتے اہل زبان تھے۔ ہمہ دان تھے۔ قدر تھے
بڑے کی پرکھنے کی صلاحیت رکھتے۔ کوئی شعر

حضرت شاہ جمال نمبر۔ ایک تاریخی دستاویز

ادارہ سوادِ اعظم حضرت سید بابا شاہ جمال رحمۃ اللہ (اچھرہ لاہور) کے ممتاز بزرگ کے تاریخی عرس
مبارک کے خاص موقع پر ایک تاریخی عرس مبارک کے خاص موقع پر ایک تاریخی اور دستاویزی ایڈیشن
شائع کرے گا۔ ابھی کئی ماہ کا فاصلہ ہے اس لئے اہل قلم حضرات سے گذارش ہے کہ وہ معلوماتی شواہد
و نگارشات جمع کر کے دفتر سواد اعظم کو روانہ کر دیں۔ اور اگر کسی کرم فرما کے پاس حضرت شاہ جمال علیہ رحمۃ
پر مقالہ، تاریخی معلومات، نظم، منقبت، کرامات و تصریحات وغیرہ کتابی شکل میں یا یادداشت علمی طور
پر محفوظ ہوں تو ہمیں عاریتاً بھیج دیں ادارہ سواد اعظم استفادہ کر کے آپ کو شکریہ کے ساتھ واپس کر دے گا
پتہ نوٹ فرما لیں:۔ صاحبزادہ غلام قطب الدین نعیمی۔ ناظم اعلیٰ ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم
مدینہ کالونی سواد اعظم منزل والٹن سکول لاہور

غلام قطب الدین نعیمی نے ابتدائی ... [illegible]

شریعت کے خلاف نہ خود کہتے اور نہ دوسروں کو کہنے دیتے قرآن و حدیث اور علم شریعت کی کھلی ہوئی کتاب تھے۔ جو کبھی نہ ختم ہوتی۔ اور روز ایک باب ہی اضافہ کرتی۔ شروع شروع میں سیاست میں حصہ لیا کرتے تھے۔ لیکن سلطان صحیح مذہبی تبلیغ کے دلدادہ اور اعلیٰ حضرت حضرت مجدد مأتہ حاضرہ کے مسلک کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ علمی اور ادبی سرگرمیوں سے کبھی دور نہ رہتے۔ لیکن آپ کا ہر کام ہر رنگ حضرت صدر الافاضل مولانا حکیم سید نعیم الدین قدس سرہٗ کے نقش قدم کے مطابق تھا۔ تقلید کا رنگ رگ رگ میں رچا تھا۔ ان کی بزرگی میں بزرگوں کی شان تھی۔ تبھی وہ خوش پوش خوش وضع اور خوش گفتار سچا وہ طریقت معلوم دیتے تھے۔ نماز پنجگانہ کے اس قدر پابند تھے کہ ہر قضا نماز کو جب تک ادا نہ فرما لیتے چین نہ آتا۔ وضو کرتے وقت ہر عضو سات بار دھوتے اور غسل شریف میں نہایت اہتمام و احتیاط فرماتے تقویٰ کا یہ عالم تھا۔ کہ ہر نیا کپڑا خود پاک کر کے پہنتے دھوبی کے دھلے پر اعتبار نہ کرتے اسے بھی پاک کر کے پہنتے۔ آپ کے بستر پر کوئی بے نمازی نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ کسی امام بد عقیدہ یا بلا تحقیق کے پیچھے اقتدا نہ کرتے۔ تخریج تلاوت میں حضور سیدی و سندی امام اہلسنت بیہقی وقت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری کے علاوہ کسی کو ترجیح نہ دیتے۔ یہی وجہ ہے آپ نے وصیت فرمائی تھی۔ کہ میری نماز جنازہ ابوالبرکات سید صاحب مدظلہ پڑھائیں گے اور دوران حیات میں ہے جمعہ کے بعد سورہ واقعہ اور عصر کے بعد دلائل الخیرات بہترین ساتھی تھے۔ حضرت مرحوم

و مغفور انقلابی شخصیت کے مالک تھے۔ عاشق دین مفکر صاحب ارشاد و تصوف حضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے افکار و مسلک کے مبلغ اور حضرت صدر الافاضل کے ترجمان و معتمد خاص تھے۔

دوش بردار رضا

آپ کو اس بات پر تمام زندگی فخر رہا کہ میں نے اپنے مجدد مأتہ حاضرہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے حیات میں آپ کی سواری اٹھائی۔ آپ نے جزاک اللہ کی صدا بلند فرمائی مجھے ناز ہے میرے کاندھے پر [illegible] رسول سوار ہوا۔

محب صدر الافاضل

آپ صدر الافاضل کے محب و معتمد خاص تھے کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کی پہلی اشاعت کی صحت و اغلاط کی درستی آپ نے فرمائی صدر الافاضل آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ جب تک آپ حسب معمول بعد نماز عصر صدر الافاضل کے یہاں تشریف نہ لاتے حضرت بے قرار رہتے۔

خلافت مجاز

آپ کا آبائی نام محمد صابر حسین تھا جو آگے چل کر اپنے پیر و مرشد علیہ الرحمہ کے خلیفہ مجاز بنے اس بنا پر حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی سجادہ نشین کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد علیہ الرحمہ نے اپنے دستور کے مطابق خلافت مجاز کے بعد صوفی صابر اللہ شاہ اشرفی کا خطاب عنایت فرمایا آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو ہمیشہ محبت بھری نگاہ سے دیکھا وہ از راہ تمسخر پیر عقیدہ کہتے تھے۔ کیونکہ آپ کے مزاج میں سخت جلال تھا۔

تاریخی نظم بتاریخ وصال

آہ! عالیمقام علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری قدس سرہٗ

۱۹۷۸ء

مستحرجہ :- مولانا غلام قطب الدین نعیمی مدیر اعلیٰ پندرہ روزہ "سوادِ اعظم" واتا لاہور

مسلکِ احمد رضا کا ترجمان جاتا رہا — وہ مکلمے وہ مفکر نکتہ داں جاتا رہا
بارشِ انوارِ رحمت قاسم علی نبی — صاحبِ علم و عمل فقیہِ زماں جاتا رہا
بارگاہِ حضرتِ صدرالا فاضل کا چراغ — آہ سراپا پیکرِ نور کہاں جاتا رہا
دیکھ سکے جسکے ہوا خلق اکابر کا یقیں — وہ شرافت زاد روحِ قدسیاں جاتا رہا
جس کو ورثہ میں ملی تھی نسبت فیضِ رضا — علم و عرفاں کا وہ بحرِ بیکراں جاتا رہا
مسجد و محراب و منبر درسگاہیں علم دیں — محفلیں سنسان ہیں پیرِ مغاں جاتا رہا
جو ابوبکر و عمر عثمان و حیدر پر نثار — وہ غلام سرورِ کون و مکاں جاتا رہا
ہر طرف میرے لئے دنیا میں اندھیر ہے — اس نعیمی وہ حامی جہاں جاتا رہا

قطعہ تاریخ رحلت

وہ کامل و اکمل محدث مفسر — فقیہ و محقق، خطیب رسالت
سبحر مدقق مفکر مدبر — حکیم شریعت، چراغ ہدایت
فدائے ابوبکر و فاروق عثمان — نثار نبی واقف سر وحدت
دکیش رہنما قاطع اہل بدعت — نہ ایسا ملے گا یہ ڈھونڈے گی ملت

یہ تاریخ رحلت نعیمی لکھو
شہ اولیاء ہیں شہید رسالت

۱۳۹۷ھ

نوٹ :- حضرت علامہ سید ابوالبرکات قدس سرہٗ پر سیر حاصل تبصرہ خصوصی مقالات یوم جہلم کے موقع پر جو ۳۰ ر اکتوبر کو ہو گا۔ پندرہ روزہ سوادِ اعظم کے خصوصی ایڈیشن میں ملاحظہ فرمائیں۔

یا یوں کہئیے کہ یہ پیر و مرشد کے خطاب کا اثر تھا۔

آپ کے مریدین و خلفاء

اگرچہ آپ حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی سے خرقۂ خلافت حاصل کئے ہوئے تھے۔ لیکن سلسلہ اشرفی کو زیادہ ترجیح فرماتے تھے۔ آپ کے مریدین اور خلفائے مجاز کا سلسلہ دربھنگہ شریف پانی پت۔ کرنال، سیوارہ۔ بچھراؤں، چاندپور۔ اور ضلع میرٹھ تک پھیلا ہوا تھے۔

آپ کا شاعرانہ کلام

آپ صرف ایک صوفی، ایک پیر، ایک مفکر ایک عالم ہی نہ تھے۔ بلکہ زبردست نعت گو شاعر بھی تھے۔ آپ کی نعت گوئی میں خلوص، محبت ایک درد ایک سوز دلکش انداز پایا جاتا ہے۔ آپ کے کلام کا ہر شعر عشقِ رسول میں ڈوبا ہوا ہوتا۔ اور سننے والے پر ایک وجد طاری ہو جاتا ہے آپ اپنے کلام میں ذات وصفات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کمال احتیاط برتتے آپ کی نعت گوئی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے تمام عمر باطل کی طاقتوں سے برسرپیکار رہے باطل کے سامنے نہ سر جھکا اور نہ قلم۔

کلیاتِ صابر

حضرت موصوف علیہ الرحمہ کا کلام عنقریب منظرِ عام پر آرہا ہے۔ جس کی اشاعت کے لئے ایک خاص اہتمام کیا جا رہا ہے اپنے کلام کا نام آپ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں ہی کلیاتِ صابر تجویز فرما دیا۔

قیامِ پاکستان کی جدوجہد

آپ نے حضرت صدرالافاضل کے ایما پر اور آپ کی قیادتِ عظمیٰ میں جدوجہد آزادی میں بھرپور حصہ لیا۔ بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس میں بڑی سرگرمی دکھائی۔ آپ نے قیامِ پاکستان کی دشمن تنظیم جمعیت علماءِ ہند جو کہ گاندھی کی لنگوٹیہ یار ہندوؤں کی آلہ کار جماعت ہے کا محاسبہ کیا۔

آپ کا کمالِ علم

آپ نے صرف قرآن پاک اپنے محلہ کے ایک حافظ قرآن سے تجوید فرمایا۔ آپ چونکہ بچپن ہی سے ذہین طبع تھے۔ آپ اکثر صدرالافاضل کی کتب کا فرمایا کرتے معاصر علمائے کرام کی تصانیف کا مطالعہ کر کے معلومات میں بہت اضافہ کر چکے تھے۔

ابتدائے علالت

آج سے دو سال قبل داہنی جانب فالج کا حملہ ہوا۔ فوراً ان کو میو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا طویل علاج کے بعد فارغ کر دیا گیا۔ پھر گھریلو علاج ہوتا رہا۔ جس کے نتیجہ میں چلنے پھرنے اور نماز پڑھنے کے قابل ہو گئے۔ وصال سے چند یوم پہلے آپ بدستور بسترِ علالت پر پڑ گئے پھر کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔

تاریخ وصال

بالآخر ۲۸ دسمبر ۷۷ء مطابق ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ بروز بدھ بوقت ۱۲ بجے شب اس دنیائے فانی سے ملک بقاء کی طرف رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کی آخری آرام گاہ قبرستان گلبرگ نزد سیون اپ فیکٹری میں واقع ہے۔

تحریر: مولانا عبدالحلیم اختر شاہجہان پوری

الحاج مفتی علامہ معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت و تربیت

آپ ۲۴؍ دسمبر ۱۹۲۳ء کو اس جہانِ فانی میں رونق افروز ہوئے۔ والد محترم صوفی سید صابر اللہ شاہ صاحب چشتی نظامی اشرفی نعیمی ہیں آپ حضرت سید خدا بخش شاہ صاحب مجددی چشتی فخری علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔ جو کاکا خیل سادات خاندان کے مشہور و معروف اور صاحب کشف و کرامت بزرگ ہو گزرے ہیں۔ جائے پیدائش مراد آباد ہے۔

معین ملت کے والد محترم کو حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی۔ اس حقیقت کو مفتی صاحب مرحوم نے اپنے لفظوں میں بیان فرمایا تھا۔

میرے والد صوفی صابر اللہ شاہ صاحب مدظلہ حضرت اقدس (صدر الافاضل) سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ اور کوئی بھی خانگی امر حضرت سے مخفی نہ تھا۔ کوئی بیمار ہو یا کوئی مسئلہ دریافت کرنا ہو۔ سب میں صرف حضرت ہی پر اعتماد تھا۔ اور ہے (حیات صدر الافاضل) علامہ حکیم مفتی غلام معین الدین نعیمی نے علوم عقلیہ و نقلیہ کا کمال جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے پایا۔ باقاعدہ تعلیم کا آغاز دس سال کی عمر سے ہوا۔ جب کہ ۳۴ء میں آپ کو جامعہ نعیمیہ مراد آباد داخل کروایا گیا۔ قبل ازیں اپنے والد محترم کے ہمراہ صدر الافاضل کی خدمت میں آپ بھی حاضر ہوا کرتے تھے۔ والد محترم کا اثر اور توجہ صدر الافاضل کے کمالات کی تاثیر کہ موصوف کا دل حضرت صدر الافاضل کی عقیدت و محبت کا گنجینہ بن گیا۔ حضرت از راہ کرم و شفقت آپ کو "شاہ جی" کرتے تھے۔

جب جامعہ نعیمیہ میں باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو حضرت صدر الافاضل کی بارگاہ میں حاضری باقاعدگی سے ہونے لگی اور عقیدت و محبت کا یہ رشتہ روز بروز بڑھتا گیا۔ اردو فارسی کی تعلیم کے دوران تین سال تک یہی کیفیت رہی۔

۱۹۳۶ء سے آپ کی باقاعدہ عربی تعلیم شروع ہوئی۔ تو حاضری کے مواقع اور بھی زیادہ میسر آنے لگے۔ ہونہار دیکھ کر آپ کے استاد تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی [1] اکثر آپ کی تعریف کرتے اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ موصوف جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے مہتمم اور حضرت صدر الافاضل کو ان پر مکمل اعتماد تھا۔

خزائن العرفان کی تصحیح

۱۹۴۰ء میں حضرت صدر الافاضل نے اپنی
خزائن العرفان کو دوبارہ چھپوانے کا ارادہ کیا
ترجمہ وتفسیر کے اصل مسودات کی تصحیح کے کام میں
نا غلام معین الدین نعیمی کو اپنا شریک بنایا
سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ان بزرگوں
نظر کر ہے سے موصوف چند سالوں ہی میں علوم
کے کیسے کیسے کو لوٹ کر مالا مال ہو چکے
، چنانچہ ۱۹۴۱ء میں جب صدر الافاضل علیہ
ہ کو دوسری دفعہ حبس بول کا عارضہ ہوا۔ اور
دن ڈاکٹر حضرات بھی سعی بسیار کے باوجود
یاب رہے تو شدت مرض کے دوران آپ نے تاج
ا) ء اور اپنے مخصوص نیاز مندوں اور اپنے
عزیز احباب کی موجودگی میں بڑے صاحبزادے
سید ظفر الدین احمد سے فرمایا۔
مولانا میاں! قرآن کریم کی طباعت مکمل
ی ہوئی ہے۔ تصحیح کا کام شاہ جی سے مکمل کرانا
کہ یہ میری طرز تحریر اور رسم الخط سے خوب
ف ہو گئے ہیں۔ میں تو جوان کو دیتا تھا یہ
سعادت مندی سے لے لیتے تھے۔ لیکن تم ان
ر حال میں راضی رکھنے کی کوشش کرنا اور شاہ
ہے ساختہ گجرات سے مفتی احمد یار خان کو بلا
یہ دونوں تفسیر کی طباعت کی تصحیح کر لیں
(حیات صدر الافاضل ص ۱۳۳)

علم طب و حکمت

دوران تعلیم آپ نے حضرت صدر الافاضل علیہ
ر کے حکم سے تحصیل علم طب کا کام کیا اور ۱۹۴۴ء

میں طبیہ واجبیہ کالج لکھنؤ سے "الحکیم الفاضل" کی
سند حاصل کر لی۔ اور اس کے ساتھ ہی علوم دینیہ
کی تمام درسی کتابیں بھی اپنے اساتذہ سے پڑھ چکے
تھے۔ اس کے فوراً بعد آپ بیمار پڑ گئے۔ بیماری کا
سلسلہ ایسا دراز ہوا۔ کہ سات مرتبہ تھوڑے تھوڑے
وقفے سے موتی جھرہ نکلی بعدہٗ فالج گرا جس کا حملہ شدید
تھا۔ مرض کی شدت اور دیرینہ علالت کے باعث
کیفیت یہ تھی۔ کہ کھال کے لفافے میں ہڈیوں کے سوا
اور کچھ محسوس نہ ہوتا تھا۔ زندگی باقی تھی۔ لیکن
بظاہر اس کی کوئی نشانی نظر نہیں آتی تھی۔ دو سال
تک لگاتار صاحب فراش رہنے کے بعد آپ کو غسل
صحت نصیب ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۴۵ء میں باقاعدہ
طور پر آپ کی دستار بندی ہوئی والحمد للہ علیٰ ذالک

منصرم آل انڈیا سنی کانفرنس

ان دنوں متحدہ ہندوستان میں تحریک پاکستان
زوروں پر تھی۔ حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ جو اس
نظریے کے اصل بانی اور "سنی کانفرنس" کی روح
رواں تھے۔ انہوں نے اپنی مساعی جمیلہ کو تیز سے تیز
کر دیا تھا۔ مفتی غلام معین الدین مرحوم سے اس سلسلہ
میں کیا کام لیا گیا۔ خود موصوف کی زبانی ملاحظہ ہو۔
"اسی دوران میں تحریک قیام پاکستان شروع
ہو گئی۔ آپ نے سنی کانفرنس کی تنظیم تیز تر فرمائی اور
ملک میں دورے شروع کر دیئے۔ ادھر اس خادم
کو مرکزی دفتر "آل انڈیا سنی کانفرنس" کا منصرم
مقرر کیا۔ تمام مراسلات و مواصلات ترسیل و ترسیل
زر اس خادم کے سپرد ہوئی اور جب ملک میں حضرت
کے دورے قیام پاکستان کے سلسلے میں شروع ہوئے
تو اس خادم کو اپنی خدمت میں ساتھ رکھا۔ (حیات

۱۹۴۴ء سے ۱۹۴۸ء تک آپ آل انڈیا سنی کانفرنس کے منصرم رہے۔ جب ۱۸ ذوالحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو صدر الافاضل اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے تو آپ کا سارا ہی خاندان اپنے مشفق کی جدائی کے صدمے سے اتنا نڈھال ہوا کہ وہی مراد آباد جو آج تک قلب مضطر کی تسکین کا باعث ہوا کرتا تھا۔ اب اسی کے ہر در و دیوار سے وحشت ٹپکتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ شہر کی رونق اور گرم بازاری اگرچہ حسب معمول تھی۔ لیکن خانوادہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا۔ کیونکہ ؎

ساقی بھی ہے مینا بھی ہے مے بھی ہے گھٹا بھی
گر وہ نہیں تو خاک نہیں محفل میں کہیں ہے

قادری رضوی ... ذخیرہ ... لاہور پاکستان

جمعیتہ کا اجراء

یہی اضطراب تھا جو ۱۹۵۰ء میں آپ کو پاکستان میں لے آیا۔ لاہور میں قیام کیا۔ حضرت ابوالحسنات سید محمد احمد شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ صدر جمعیتہ العلماء پاکستان نے اس گوہر یکتا کو جمعیتہ کا ناظم مقرر کیا۔ نظامت کے دوران آپ جمعیتہ کی طرف سے اخبار "الجمعیتہ" نکالتے رہے کچھ عرصہ بعد جب سنیوں کی اس نمائندہ جماعت میں بعض وہ حضرات شامل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ جو ملک و ملت کی اسلامی خطوط پہ رہنمائی اور سنی حضرات کی نمائندگی کرنے کی بجائے شہرت کے طلبگار اور ہوائے نفسانی کے پاسبان تھے۔ تو آپ نے جمعیتہ سے علیحدگی اختیار کر لی۔

سوادِ اعظم کا اجراء

اس کے بعد حضرت صدر الافاضل کی یاد میں ہفتہ وار اخبار "سوادِ اعظم" جاری کیا۔ جو بفضلہ تعالیٰ آج تک جاری ہے۔ کاغذ کی ہوشربا گرانی کے باعث جہاں اہلسنت کے کتنے ہی پرچے نسیاً منسیا ہو کر رہ گئے۔ وہاں سوادِ اعظم کا زندہ رہنا آپ کے عزم و استقلال کا منہ بولتا ثبوت اور حضرت صدر الافاضل کی زندہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔

سوادِ اعظم نے ہمیشہ اہلسنت و جماعت کی ترجمانی کو اپنا نصب العین بنائے رکھا حکومت پاکستان کی غیر اسلامی حرکات کو دیکھ کر سوادِ اعظم کبھی خاموش نہیں رہا، مخالفین اہلسنت کی معاندانہ کارروائیوں کے مقابلے میں سرزمین لاہور سے جلوہ گر ہونے والا "سوادِ اعظم" ہی تھا۔ جو یہ نعرہ شیرانہ بلند کرتا ہوا حاسدین کے راستے میں سد سکندری بن جاتا تھا۔ ؎

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

شادی خانہ آبادی

آپ کی شادی حضرت صدر الافاضل کی تجویز سے مولانا سید مہدی علی صاحب مرحوم کی صاحبزادی سے ۴ شوال ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۰ اگست ۱۹۴۷ء کو ہوئی۔

وفات

بروز چہارشنبہ ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۹۱ھ مطابق ۴ اگست ۱۹۷۱ء کو دل کے ۳۰-۳ پرسنیت کا یہ مہ پارہ صدرالافاضل کا پیارا صابر اللہ شاہ کا چراغ اور اپنے برادر خورد کا سہارا جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اغراض و مقاصد

ادارہ نعیمیہ رضویہ سوادِ اعظم مدینہ کالونی والٹن ٹریننگ سکول لاہور

- پندرہ روزہ سوادِ اعظم کے ذریعہ اسلامی معاشرہ کا قیام ۔ صحیح عقائد کی ترغیب اور اسلامی انقلاب کی تحریک ۔
- ملتِ اسلامیہ میں اخوت و اتحاد کا جذبہ پیدا کرنا اور اہلسنت وجماعت کیخلاف ہر سازش کو ناکام بنانا
- دینی کتب اور نئے نئے مسائل پر بحث و تحیص کو شائع کرنا ۔
- غیر اسلامی رسوم کی اصلاح ۔ عظمتِ انبیاء ۔ اولیاء اللہ کا احترام ۔ بدعقیدگی کا پوسٹ مارٹم کرنا
- مسلک اعلحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی تبلیغ کا انتظام اور اعلحضرت کی کتابوں کی اشاعت
- صدر الافاضل حضرت مولانا الحاج حکیم مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ کے تبلیغی مشن کو کامیاب کرنا
- نعیمی دارالتصانیف کے ذریعہ مذہبی علوم کی ترویج کے لئے کتابیں شائع کرنا ۔
- اہلسنت وجماعت کے دینی مدارس و مساجد میں باہمی رابطہ قائم کرکے ان میں مسلک اعلحضرت کی تبلیغ جاری کرانا ۔

(زیرِ اہتمام و انصرام)

مولانا غلام قطب الدین نعیمی و اشرفی مدیر اعلیٰ پندرہ روزہ سوادِ اعظم

مدینہ کالونی والٹن لاہور و خطیب و مہتمم دارالعلوم جامع مسجد بلال رجسٹرڈ والٹن لاہور

اپنے تجارتی اشتہار دے کر ادارہ کے ساتھ تعاون فرمائیے شکریہ

ادارہ نعیمیہ رضویہ "سوادِ اعظم" مدینہ کالونی سوادِ اعظم سٹریٹ والٹن لاہور ۔